امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۲۶ر محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۴ر اگست ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر: 30

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- سود انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ
- اسلام میں رواداری کی اہمیت
- موجودہ حالات کا مقابلہ
- صیہونی تاریخ کے پوشیدہ اوراق
- بچوں میں کتب بینی کا شوق کیسے پیدا کریں
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

تبرکات

اسلامی قانون کی جامعیت

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب ؒ امیر شریعت سادس امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔اسی دین کی رہنمائی کے لئے ہر دور میں اللہ کے نبی اور رسول آتے رہے اور انسانیت کو رشد وہدایت کا پیغام سناتے رہے، یہی خدا کا بھیجا ہوا نظام حیات ہے، جس کو ہم شریعت اسلامی یا اسلامی قانون کہتے ہیں جو ایک متوازن، معتدل اور فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہے، دنیا کا ہر نظام وقانون وقت اور حالات کے تناظر میں تغیر پذیر ہوتا رہا، مگر قانون الٰہی میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کیوں کہ یہ خالق کائنات کا بھیجا ہوا دستور حیات ہے "لا تبديل لكلمات الله" جولوگ دنیا میں اس ہدایت کو اپنے سینہ سے لگا لیتے ہیں ان پر اس دنیا میں بھی اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور آخرت میں بھی وہ خدا کی ابدی رحمت سے سرفراز ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے انبیاء ورسول بھیجے، کتابیں اور صحیفے نازل کئے، چنانچہ اس طرح انسان کے پاس ایک ایسی ہدایت بھیجی جس سے اس کی زندگی ایک نظام کے تحت رب کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اس طرح گزرتی ہے کہ وہ خود نیک بنتا ہے، نیکی کو پھیلاتا . اور پورے معاشرے کو نیک بنانے کی کوشش کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کی زندگی سے بگاڑ دور ہوتا ہے اور اس کی جگہ خیر وصلاح در آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کے درمیان انبیاء کے ذریعہ رہنمائی کا سلسلہ قائم کیا اور جس میں حضرت آدمؑ سے لے کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک آئے سب نے انسانوں کو رب سے جوڑنے اور رب کی تعلیمات پر چلنے، اچھے اخلاق واطوار کو اپنانے کی تعلیم دی، نیز برائی کے محور شیطان، خواہشات نفس، اتباع ہوا اور سرکشی سے بچنے اور دور رہنے اور اس کے مقابلہ میں اللہ کی مدد سے جمے رہنے کی تعلیم دی۔ چنانچہ پوری انبیائی تاریخ وتحریک میں یہ بات نظر آتی ہے کہ انسانوں کو نیک، صالح اور متقی وخداترس بنانے کی جو کوشش کی گئی، وہ کوشش پائدار ومستحکم اور بہت طاقتور تھی، اسی لئے قرآن کے نازل ہونے کے بعد نبی آخر الزماں نے یہ پیغام سنایا کہ اصل دین اسلام ہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی راہ نجات نہیں اس لئے جن لوگوں کو حقیقی کامیابی حاصل کرنی ہے انہیں ہر حال میں اس دین کو مکمل طور پر اختیار کرنا ہوگا، اس میں کسی طرح کی کوئی کانٹ چھانٹ اور کوئی کمی بیشی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اسے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جب یہ بات بتائی گئی کہ دین کیا ہے اور دین کی بنیادیں کیا ہیں اور دین کا قانون وضابطہ کیا ہے تو اس کی تشریح اور تفصیل بھی خود نبیؐ نے بیان فرمادی۔اور اس پر صحابہ کرام نے عمل کر کے بھی دکھادیا، یہی وہ صحابہ ہیں جن کے ذریعہ ہم دین کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور جن کے ذریعہ اسلام جیسا امن وسکون اور سکینت بخشنے والا نظام ملا۔قرآن وسنت کی تشریح کرنے کا کام فقہاء نے انجام دیا اور جنہوں نے پورے اسلامی نظام حیات کو انسانی زندگی کی مختلف ضروریات ومصالح اور تقاضوں کے اعتبار سے اصول کی روشنی میں نہایت ہی مفصل انداز سے مرتب کردیا اور پھر مجتہدین نے انفرادی واجتماعی طور پر اسلامی قوانین کی تشریح اور اس کو منضبط انداز میں پیش کرنے کا کام جاری رکھا۔انسانی زندگی کا ایک حصہ اس کی فطری ضروریات طبعی تقاضوں کی تکمیل سے بھی متعلق ہے جس میں نکاح کرنا، ازدواجی زندگی گزارنا اور ہونے والی نسل کی تعلیم وتربیت، دیکھ ریکھ اور خرچ برداشت کرنے کی ذمہ داری کے علاوہ شوہر وبیوی کے حقوق ومعاملات کی تفصیلات بھی شامل ہیں۔

اسلام میں انسان کی انفرادی وعائلی زندگی اور ازدواجی زندگی کے بارے میں جو ہدایات وتعلیمات، قوانین وضابطے موجود ہیں ان کا مقصد زندگی میں پاکیزگی، خوشی خوشحالی، نیکی، سعادت اور عدل وانصاف، جذبۂ خیر، ایک دوسرے کا احترام اور محبت وخلوص پیدا کرنا ہے تاکہ زندگی امن وسکون سے ہمکنار ہوسکے۔ کیونکہ اگر عائلی وازدواجی زندگی کسی مرحلہ میں انتشار واضطراب کا شکار ہوئی اور اس میں خلل ونقص پیدا ہوا تو پھر اس کے اثرات سماج پر بھی مرتب ہوں گے۔اس لیے اسلام میں نکاح، طلاق، وراثت، حقوق زوجین حقوق والدین، بچے کی پرورش وپرداخت کے حقوق، بچوں کی تعلیم وپرورش کی ذمہ داری، بیوی کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے، نان ونفقہ، رہائش، علاج ومعالجہ کی سہولتیں دینے کی تفصیلات، اختلاف کی صورت میں مصالحت کی کوششیں اور مصالحت نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی اور تفریق کی شکلیں، حرام وحلال رشتوں کی نشاندہی اور رشتوں کی پاکیزگی وعظمت کے بارے میں تمام تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں۔شوہر کے مال کمانے اور مال خرچ کرنے کے طریقوں نیز بیوی کے مال خرچ کرنے اور مال جمع کرنے سے متعلق امور، خاندان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے روابط کے بارے میں بھی تمام ہدایات درج ہیں۔

ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہماری شریعت جان سے زیادہ عزیز ہے۔ہم اس کے ایک جزء سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں خاص طور پر آزادی کے بعد مسلم پرسنل لا سے متعلق اسلامی قوانین کی تطبیق وتنفیذ اور شریعت کی تشریح اور اس کی حفاظت ودفاع کے لیے مسلم پرسنل لا بورڈ وجود میں آیا جو مسلسل اس بات کے لیے کوشاں رہا کہ ہندوستانی مسلمان کسی بھی حال میں اپنی زندگی سے اسلامی قوانین کے اس حصہ کو الگ نہ ہونے دیں اور نہ ہی اس میں کسی طرح کی تبدیلی وترمیم کی کوشش کامیاب ہونے دیں جس کی تصریحات وتفصیلات قرآن وسنت سے ماخوذ وثابت ہیں کیونکہ موجودہ حالت میں شریعت کا تحفظ اور شرعی قوانین پر عمل درآمد مسلم اقلیت کی تہذیبی وثقافتی شناخت نیز اس سے اسلامی تشخص کے لیے بہت ضروری اور لازمی ہے۔آج بھی مسلم پرسنل لا بورڈ ہر سطح پر اس بات کے لیے متحرک ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنے شعائر کی ادائیگی آزادانہ طور پر کرسکیں۔خاص طور پر شریعت نے جو سہولتیں مہیا کی ہیں، ان پر کسی قدغن کو گوارہ نہ کریں۔اگر شریعت نے نکاح کو آسان بنایا ہے تو اسے مشکل نہ بننے دیں اور اگر شریعت نے طلاق کو آسان بنایا ہے تو اسے بھی مشکل نہ بننے دیں۔

گویا اسلامی شریعت نے عائلی زندگی کے لیے جو دائرے مقرر کیے ہیں اور فرد کی انفرادی آزادی کے لیے جو ضابطے بنائے ہیں، ان میں کسی مداخلت کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔موجودہ دور فتنوں اور سازشوں کا عہد ہے۔اس میں ثقافتی وتہذیبی یلغار بھی ہے اور دوسروں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش بھی ہے۔اس میں اسلام کے عطا کردہ امتیازات وخصوصیات کو مٹانے اور ان کی حیثیت کو کم کرنے اور ان کے وزن کو گھٹانے کی سعی بھی ہے۔ یہ دائرہ محدود بھی ہے اور غیر محدود بھی۔اس لیے مسلم اقلیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ باخبر اور متدین علمائے حق سے وابستہ رہیں اور دینی اور ملی مراکز سے اپنے آپ کو جوڑے رکھیں نیز دینی قیادت کی باتوں کو توجہ اور غور کے ساتھ سن کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ اگر ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو قرآن وسنت سے جوڑدیں اور نبی کے اسوہ کو اختیار کرنے اور اس پر اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوششیں شروع کردیں تو ان کی زندگی میں امن وسکون کے ساتھ صلاح وفلاح اور ترقی وخوشحالی آئے گی اور ہدایت بھی ملے گی کیونکہ اسلام مؤمن ومسلم کو سرخ روئی عطا کرنے کا ضامن بھی ہے۔

آج معاشرہ میں اگر کوئی خرابی یا کمزوری پائی جاتی ہے تو اس کا اصل بنیادی سبب شریعت اسلامیہ سے ناواقفیت، بد عملی یا اس کے اصولوں سے انحراف ہے، یہ انحراف ودوری جتنی زیادہ ہوگی، اسی قدر انفرادی واجتماعی معاشرہ بربادی سے دوچار ہوگا، اس لئے اپنے بچوں، بچیوں اور اہل خانہ، خاندان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے، اس پر گامزن رہنے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین وتبلیغ جاری رکھیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے اس اقتباس پر ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں۔"ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت، نظام تمدن اور عائلی قانون مسلط کیا جائے۔ہم اس کو دعوت ارتداد کہتے ہیں اور ہم اس کا اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے کہ دعوت ارتداد کا کرنا چاہئے۔ یہ ہمارا شہری، آئینی جمہوری اور دینی حق ہے اور ہندوستان کا دستور اس جمہوری ملک کا آئین نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے اور شریعت اسلامی یا شعائر اسلامی سے ہماری شناخت بنتی ہے، ہم خود اپنے عمل سے اور اپنی دینی غیرت وحمیت سے اس کی حفاظت کرسکتے ہیں۔اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس اہم مسئلہ پر پوری طرح متحد ہوں۔اللہ ہم سب کو شریعت اسلامی پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

اچھی باتیں

"توکل سیکھنا ہو تو پرندوں سے سیکھو کہ وہ جب شام کو گھر لوٹتے ہیں تو ان کی چونچ میں کل کے لیے دانہ نہیں ہوتا ☆ انسان کا زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ اپنے مخلص لوگوں کے ساتھ منافقت شروع کرتا ہے ☆ علم کا دشمن تکبر، عقل کا دشمن غصہ اور صبر کا دشمن لالچ ہے ☆ کچھ لوگ اتنا سبق سکھ دیتے ہیں کہ پھر ساری زندگی کسی اور سے کچھ سیکھنے کی طلب محسوس نہیں ہوتی ☆ بہت عقل مند اور بڑے ناسمجھ میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، دونوں کسی کی مان کر نہیں دیتے ☆ جب بھی گناہ کرنے کا دل چاہے تو تین باتیں یاد رکھو، اللہ دیکھ رہا ہے، فرشتے لکھ رہے ہیں، موت ہر حال میں آنی ہے ☆ ہم اللہ کی مصلحت کو نہیں جانتے لیکن اللہ ہماری ہر تکالیف اور مصیبت سے واقف ہے۔(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"ملک میں ڈبل انجن کی سرکاریں کیوں فیل ہو رہی ہیں، اس کا جواب ان لوگوں کو دینا چاہیے جو ڈبل انجن کی سرکار کو مسائل کا حل، ترقی اور خوش حالی کا منبع یا ضمانت قرار دیتے ہیں، منی پور میں ڈبل انجن ہے اور فیل ہو چکا ہے، ہریانہ میں بھی ڈبل انجن ہے اور وہاں بھی اس کے ناکارہ ہونے کی توثیق ہو چکی ہے، یوپی میں بھی ڈبل انجن ہے اور وہاں بھی کانوڑ یاترا کے دوران جو کچھ ہوا وہ ڈبل انجن کے ڈبل فیل ہونے کا اعلان اور ثبوت ہے، اس پر ستم یہ کہ پولیس کے جس اعلیٰ افسر پربھاکر چودھری نے یاترا میں شامل ایسے عناصر کو جو شر انگیزی پر مائل تھے روکنے کے لیے ان پر لاٹھی چارج کا حکم دیا تو اس کا تبادلہ کر دیا گیا، پربھاکر چودھری کا آٹھ سال میں اٹھارہ بار تبادلہ ہو چکا ہے۔(انقلاب: اداریہ ۵ر اگست ۲۰۲۳ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

منافقوں سے ہوشیار رہئے

"اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تو جانتے ہی ہیں کہ آپ اس کے رسول ہیں، اور لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں، انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، چنانچہ وہ ایمان کیا لاتے۔ یہ تو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، یقیناً ان کے اعمال بہت ہی برے ہیں" (سورہ منافقون، آیت: ۱-۲)

مطلب: تاریخ کے ہر دور اور ہر عہد میں منافقوں کا ایک سازشی گروہ موجود رہا ہے، جو دو شخصوں کا دوست بن کر ایک کی بات دوسرے تک نمک مرچ لگا کر پہونچاتا رہا اور ان دونوں کے تعلقات کو خراب کرتا رہا ہے، اس قسم کے اخلاقی منافقوں کو اردو میں دورخا کہتے ہیں، حدیث شریف میں اس قسم کے لوگوں کے لئے شدید وعید آئی ہے، مثلاً فرمایا گیا کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک تم سب سے برا اس شخص کو پاؤگے جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اور ہوتا ہے، منافق میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنی وفاداری کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، حالانکہ ان کے دل اور زبان میں بڑا فاصلہ ہوتا ہے، مگر اپنی چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں، اس طرح وہ جھوٹ بولنے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں، عہد رسالت میں منافقین کی اچھی خاصی تعداد تھی، جب وہ مسلمانوں سے ملتے تھے تو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے، لیکن اندر سے مسلمان نہیں ہوتے اور وہ مسلمانوں کو تکلیف پہونچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں ہیں، بلکہ چال بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں اور واقعہ میں کسی کے ساتھ بھی چال بازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اس کو شعور نہیں رکھتے" (سورہ بقرہ)

چنانچہ قرآن مجید کی ان آیات میں اس گروہ کے بعض اوصاف رذیلہ کا بھی ذکر کیا گیا کہ وہ جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسمیں کھانے میں ماہر ہیں اور جھوٹی قسمیں اس لئے کھاتے ہیں کہ اس کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنالیں، یہ ان کے ایمان وعمل کی کمزوری کے سبب ہے، لہذا مسلمانوں کو ایسے منافقوں سے ہوشیار رہنا چاہئے، خود ہماری جماعت میں بھی چند ایسے لوگ موجود ہیں جن کا ظاہر بہت اچھا معلوم پڑتا ہے، مگر ان کا باطن بہت ہی پراگندہ ہے، اگر آج مسلمانوں کی اکثریت اپنے ایمان وعمل کا احتساب کرے تو اسے معلوم ہو جائے کہ نفاق کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اور کسی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں وہ اپنے ہی وجود میں اسے دیکھ سکتی ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نفاق سے محفوظ رکھے اور ایمان ویقین کی زندگی گذارنے کی توفیق بخشے۔

دروغ گوئی سے بچئے

"حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ چرب زبان منافقوں سے ہے" (مسند احمد، طبرانی)

وضاحت: انسان کے ہر قول وعمل کی درستی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے لئے اس کا دل اور اس کی زبان دونوں ایک دوسرے کے مطابق ہو اور ہم آہنگ ہو جس کو صدق اور سچائی کہتے ہیں، یہ انبیاء وصدیقین کی صفت ہے، اس لئے سچ انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے اور جھوٹ شیطانی صفت ہے، اس لئے وہ جہنم کی طرف راہ دکھاتا ہے، اسلئے سچ بولنے کی صفت جس شخص کے اندر پائی جائے گی، وہ بہت سی برائیوں سے محفوظ رہے گا اور سب کے بھروسے کے قابل رہے گا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کے یہاں اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا، "لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ" اللہ سچ اترنے والوں کو ان کی سچائی کے عوض دیتے ہیں، عام طور پر صحیح اور درست بات کرنے والوں کو صادق کہا جاتا ہے، مگر شریعت اسلام میں اس کے معنی کے اندر بڑی وسعت وگہرائی ہے، اگر کسی کے کردار وعمل میں صداقت ہو تو وہ مومن بندہ اللہ کا محبوب بندہ ہوتا ہے، گویا یہ ایمان واسلام کی بڑی علامت ونشانی ہے، اس کے برخلاف ہر قسم کا جھوٹ دل کے نفاق کے ہم معنی ہے، کیوں کہ صدق کی راہ سے ایمان اور نیکی کا جذبہ ابھرتا ہے اور جھوٹ کی راہ سے نفاق اور برائی کی خواہش پیدا ہوتی ہے، بہت سے لوگ اپنی قوت گویائی اور چرب زبانی سے لوگوں کے فکر وعقل کو اچک لیتے ہیں اور معاملے کے رخ کو اس طرح پھیر دیتے ہیں گویا کہ ان کے دل کی آواز ہے، درانحالیکہ ان کے دلوں میں نفاق کے جراثیم بھرے ہوئے ہیں، قیامت کے دن اللہ کے یہاں ہاتھ و پیر سب ان کے خلاف گواہی دیں گے: "يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيهِمْ وَاَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" اس لئے حدیث شریف میں کہا گیا کہ "دروغ گو، چرب زبان منافق سے ہوشیار رہو، بیدار رہو، اب ذرا معاشرہ کا جائزہ لیجئے کہ اکثر دیکھا گیا کہ جو لوگ چرب زبان ہوتے ہیں وہ فضول باتیں کثرت سے کرتے ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو زیادہ بولتا ہے اس سے غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اور جن کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں، اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں، انہیں بنیادوں پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ اچھی اور بھلی بات کہے، ورنہ خاموش رہے، حضرت معاذ بن جبلؓ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل افضل ہے، تو آپؐ نے اپنی زبان نکالی اور اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور فرمایا کہ اس کو روکو، اس کی حفاظت کرو، گویا لا یعنی اور غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو، جو کہ ایک شریف انسان کی صفت ہے، جب فضول باتوں سے ہی روکا گیا تو پھر بے جا چرب زبانی کے ذریعہ معاملہ کے رخ کو موڑنا شرافت انسانی کے خلاف ہونا ظاہر ہے اور مذکورہ حدیث میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، تاکہ امت کسی فتنہ کے اندیشہ میں نہ مبتلا ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

دوران عدت جائز امور

س: عدت کے دوران عورت کون کون کام انجام دے سکتی ہے؟

ج: وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو یا شوہر نے طلاق بائن دے دی ہو اس کے لئے عدت کے دوران درج ذیل امور شرعاً جائز ہیں:

(۱) گھر میں کسی مخصوص کمرہ میں بیٹھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ گھر میں جہاں چاہے رہ سکتی ہے، نیز گھر ہی کے اندر چلنا پھرنا، گھریلو کام کاج وغیرہ کرنا بھی جائز ہے۔ (۲) نہانا، سر دھونا، بدن اور کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنا۔ (۳) سر میں تیل ڈالنا جبکہ تیل نہ لگانے سے سر میں درد یا سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ (۴) سر میں کنگھی کرنا جبکہ جوئیں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ (۵) بیمار پڑنے پر حتی الامکان ڈاکٹر کو گھر بلا کر علاج کرائے، اگر ہسپتال جانے کی ضرورت ہو تو جا سکتی ہے، نیز ہسپتال میں رہنے کی ضرورت ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ (۶) شوہر کے انتقال کے بعد کوئی معاش نہ ہو اور اس کے پاس بھی کچھ موجود نہ ہو جس سے اخراجات کا انتظام کر سکے تو پردہ کے ساتھ محنت مزدوری اور ملازمت کے لئے جا سکتی ہے، لیکن رات گھر آکر گذارے اور دن میں بھی کام سے فارغ ہو کر فوراً گھر آجائے، بلا ضرورت گھر سے باہر رہنا جائز نہیں ہے۔ (۷) پنشن وغیرہ کی وصولیابی کی دفتری کارروائی کے لئے بھی جانے کی اجازت ہے، جبکہ اس کا جانا ضروری ہو۔ (۸) عورت کو سودا وغیرہ ضروری چیزوں کی ضرورت ہو اور کوئی لانے والا نہ ہو تو اس صورت میں بقدر ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت ہے اور ضرورت پوری ہوتے ہی گھر واپس آجائے۔ (۹) مکان کے گرنے کا خطرہ ہو یا مکان میں عورت کو اپنے اسباب ومتاع یا جان کے نقصان کا اندیشہ ہو یا رہائشی مکان کرایہ کا ہو اور عورت ادا کرنے پر قادر نہ ہو یا مکان ترکہ بن کر تقسیم ہو رہا ہو اور عورت کے حصہ میں آنے والا رہائش کے لئے ناکافی ہو یا عورت کو اس مکان میں سخت وحشت ہوتی ہو تو ان صورتوں میں عورت کو قریب تر دوسرے مکان میں منتقل ہونے کی اجازت ہے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا: ۴/۳۱۹) (الفتاوی الھندیہ: ۱/۵۳۳)

دوران عدت ناجائز امور

س: عدت کے دوران کون کون سے امور ناجائز ہیں؟

ج: عدت کے دوران عورت کیلئے درج ذیل امور شرعاً ناجائز ہیں:

(۱) بناؤ سنگھار کرنا (۲) بطور زینت ریشمی یا عمدہ یا رنگا ہوا کپڑا پہننا، رنگین کپڑا اگر پرانا ہو جسے بطور زینت استعمال نہ کیا جاتا ہو اس کو پہن سکتی ہے (۳) زیورات اور چوڑیاں استعمال کرنا (۴) خوشبو، کریم، پاؤڈر استعمال کرنا (۵) مہندی لگانا (۶) پان کھا کر منہ لال کرنا (۷) بقصد زینت سرمہ لگانا، اگر کسی تکلیف کی وجہ سے لگائے تو گنجائش ہے (۸) بقصد زینت سر میں تیل ڈالنا (۹) بقصد زینت کنگھی کرنا (۱۰) دوران عدت سفر کرنا (۱۱) عدت کے دوران غمی یا خوشی میں شرکت کرنا (۱۲) عدت میں نکاح کرنا (۱۳) باہر رات گذارنا (۱۴) نامحرموں سے غیر ضروری بات کرنا، البتہ بوقت ضرورت بات چیت کی گنجائش ہے اور یہ حکم صرف زمانہ عدت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عام حالات میں بھی یہی حکم ہے (فتاوی دار العلوم زکریا: ۴/۳۲۱)

"على المبتوتة والمتوفىٰ عنها زوجها اذا كانت بالغة مسلمة الحداد فى عدتها كذا فى الكافى والحداد عن الطيب والدهن والكحل والحناء والخضاب ولبس المطيب والمعصفر والثوب الاحمر وماصبغ بزعفران الا اذا كان غسيلا لاينفض، ولبس القصب والخز والحرير ولبس الحلى والتزين والامتشاط، قال شمس الائمه المراد من الثياب المذكورة ماكان جديدا منها ماتقع به الزينة اما اذا كان خلقا لاتقع به الزينة فلاباس به"

(الفتاوى الهندية: ١/٥٣٣، الباب الرابع عشر فى الحداد)

دوران عدت پردہ

س: عدت کے دوران کن کن رشتہ داروں سے پردہ کرنا چاہئے، محرم اور غیر محرم کس کو کہتے ہیں اور وہ کون کون رشتہ دار ہیں؟

ج: محرم ان افراد کو کہا جاتا ہے جن سے کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں نکاح حلال نہ ہو، ایسے تمام افراد سے پردہ کرنا عورت پر لازم نہیں ہے، محارم ابدی کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) باپ (۲) بھائی (۳) چچا (۴) ماموں (۵) سسر (۶) بیٹا (۷) پوتا در پوتا (۸) نواسہ در نواسہ (۹) شوہر کا بیٹا (۱۰) داماد (۱۱) بھتیجا اور اس کے بیٹے (۱۲) بھانجا اور اس کے بیٹے (۱۳) سوتیلا باپ (ماں کا شوہر) جبکہ والدہ اور اس کے مابین میاں بیوی کا تعلق قائم ہو جائے۔

غیر محرم ان افراد کو کہا جاتا ہے جن سے زندگی میں کسی بھی موقع پر نکاح حلال ہو ایسے تمام افراد سے پردہ فرض ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) خالہ زاد بھائی (۲) ماموں زاد بھائی (۳) چچا زاد بھائی (۴) پھوپھی زاد بھائی (۵) دیور (۶) جیٹھ (۷) بہنوئی (۸) نندوئی (۹) خالو (۱۰) پھوپھا (۱۱) شوہر کے چچا (۱۲) شوہر کے ماموں (۱۳) شوہر کے خالو (۱۴) شوہر کا پھوپھا (۱۵) شوہر کا بھتیجا (۱۶) شوہر کا بھانجا۔

واضح رہے کہ پردہ صرف عدت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عورت کے لئے غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا ہر حال میں ضروری ہے، چاہے عدت میں ہو یا عام حالات میں، جبکہ محرم مردوں سے پردہ نہ تو عدت میں ضروری ہے نہ عدت کے بعد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 30 مورخہ ۲۶/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۴/اگست ۲۰۲۳ء روز سوموار

یوم آزادی

پندرہ اگست 2023ء کو ہندوستان اپنی آزادی کی ستہتر (77) ویں سالگرہ منا رہا ہے، اس سالگرہ کو یادگاری بنانے کے لیے مرکزی حکومت نے پورے سال آزادی امرت مہوتسو کا انعقاد کیا ہے، جس میں اپنی مرضی کی تاریخ بیان کرائی گئی اور ان لوگوں کو ہائی لائٹ کیا گیا، جن کی کارکردگی تحریک آزادی میں یا تو تھی نہیں یا تھی تو برائے نام تھی، اس معاملہ میں خصوصیت سے مسلمانوں کو نظر انداز کیا گیا، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حسرت موہانی، مولانا محی الدین قادری، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی، اشفاق اللہ خان، مولانا احمد اللہ صادق پوری، مولانا جعفر تھانیسری رحمہم اللہ اور ان جیسے ہزاروں مجاہدین کی خدمت کو قابل ذکر نہیں سمجھا گیا، حالاں کہ جدو جہد آزادی میں مسلمان دوسرے لوگوں کی بہ نسبت سو سال قبل سے لگے ہوئے تھے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کو پہلے غدر کہا جاتا تھا، اب شعور بیدار ہوا ہے تو اسے پہلی جنگ آزادی سے تعبیر کیا جاتا ہے، جب کہ مسلمان 1757 سے ہی انگریز بھگاؤ مہم سے لگ گیے تھے، ٹیپو سلطان وغیرہ کا دور 1857 سے پہلے کا ہے، جنہوں نے انگریزوں سے لوہا لیا اور یہ کہتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کردی کہ "گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے"۔

مادر وطن کے ایسے جانباز سپوتوں کو فراموش کر کے دوسرے لوگوں کے گن گان کرنا اور تاریخ کو دوبارہ لکھنے کی بات اس تحریک کا حصہ ہے، جسے ہم "ہندتوا" کے نام سے جانتے ہیں اور جس کی جڑیں ہندوستانی سیاست میں اس قدر پیوست ہوگئی ہیں کہ بظاہر اس سے باہر آنے کی شکل ناممکن تو نہیں، دشوار معلوم ہوتی ہے، ایسے میں ہمیں بھی یوم آزادی کے موقع سے ان مجاہدین کو خصوصیت سے یاد کرنا چاہیے جن کو قصدا بھلانے کی کوشش کی جا رہی ہے، حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی قاضی القضاۃ امارت شرعیہ نے آزادی کے پچاس سال مکمل ہونے پر کاروان آزادی کے نام سے پورے ہندوستان کا سفر کیا تھا، گرد کارواں کے طور پر یہ حقیر (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) بھی بہت ساری جگہوں پر شریک تھا، ہر جگہ قاضی صاحب نے یہ تحریک چلائی کہ گم نام مجاہدین آزادی پر کتابیں مرتب کی جائیں، چنانچہ بہار کے مسلم مجاہدین آزادی پر مولانا مفتی نسیم احمد قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تیار کی تھی، احقر کا ایک مضمون بھی اس میں شامل تھا، یہ ضرورت اب بھی باقی ہے، ہم تاریخ کے دفینوں سے گمنام مسلم مجاہدین آزادی کو نکال کر لائیں اور علمی دنیا کے سامنے رکھیں، جب تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش ہو رہی ہو تو ہماری ذمہ داری صحیح تاریخ لکھنے اور پیش کرنے کی کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے۔

یقینا ہندوستان نے آزادی کے ان ستہتر (77) سالوں میں بیش بہا ترقی کی ہے، کئی معاملوں میں ملک خود کفیل ہوا ہے، غربت کا رونا ہم جا ہیں، جتنا روئیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد لوگوں کے معیار زندگی میں بڑی تبدیلیاں آئی ہیں، غلام ہندوستان میں زمیندار اور رجواڑے ہی چین کی زندگی گذارتے تھے، عام لوگوں کی حیثیت رعیت اور بندھوا مزدوروں جیسی تھی، آزادی کے بعد عام لوگوں کے لیے سہولیات کے دروازے کھلے، زمین داری ختم ہوئی تو زمین کا بڑا حصہ کاشتکاروں کے ہاتھ لگا، ونوبا بھاوے کی بھودان تحریک نے بھی سماج کے پس ماندہ طبقات تک زمین پہونچانے کا کام کیا، بہت ساری جگہوں پر سرکاری اداروں کے کھولنے کی شکل بنی، جن گھروں میں سائیکل دستیاب نہیں تھی، اب ان گھروں میں کئی کئی موٹر سائکل بلکہ کاریں نظر آتی ہیں، ہندوستان میں غذائیت کی کمی کے باوجود ہندوستان، صومالیہ ایتھوپیا، سری لنکا، نیپال کی طرح پریشان حال نہیں ہے۔

دوسری طرف گذشتہ نو سالوں میں مختلف حوالوں سے آزادی پر پابندی لگائی جا رہی ہے، اب حکومت طے کرتی ہے کہ ہم کیا کھائیں گے، کہاں نماز پڑھیں گے، اذان مائیک سے ہوگی یا نہیں، نصاب میں کیا پڑھایا جائے گا، بے گناہوں کو کس طرح این آئی اے، آئی بی اور ای ڈی کے ذریعہ ہراساں کیا جائے گا، مخالفین کی زبان بندی کے کیا طریقے ہوں گے، اہم موضوعات سے عوام کی توجہ ہٹا کر کس طرح انہیں غیر ضروری معاملات میں الجھا دیا جائے گا، آزادی کا مطلب اب یہ ہے کہ حکومت آزاد ہے، وہ جس طرح چاہیے معاملہ کرے، عوام کی قسمت میں مہنگائی ہے، بے روزگاری ہے، تشدد ہے اور نظروں میں امن وسکون کی آس ہے، جو دور دور تک غائب ہے، اس طرح فیض کے لفظوں میں یہ داغ داغ اجالا اور شب گزیدہ سحر ہے، اور یقینا مجاہدین آزادی نے اپنی جان کا نذرانہ ان داغ داغ اجالوں کے حصول کے لیے نہیں دیا تھا، اسی لیے فیض کہتے ہیں۔

ابھی گرانی شب میں کمی نہیں آئی
نجات دیدہ ودل کی گھڑی نہیں آئی
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

گیان واپی مسجد معاملہ

بابری مسجد کے بعد فرقہ پرست طاقتوں کی ساری توجہ ان دنوں گیان واپی مسجد کی طرف ہے، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی نے ایک بیان میں گیان واپی مسجد معاملہ کو مسجد کہنے سے بات بگڑنے کی بات کیا کہہ دی کہ میڈیا نے اسے صرف گیان واپی بولنا اور لکھنا شروع کر دیا، حد یہ ہے کہ ہمارے کئی اردو اخبار والوں نے بھی مسجد کا لفظ حذف کر دیا، سوشل میڈیا پر صرف گیان واپی گشت کر رہا ہے، حالاں کہ وہ مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی۔

اس مسئلہ کو گرمانے کی پوری کوشش فرقہ پرست طاقتیں کر رہی ہیں، پہلے مسجد کے فوارے کے لیے استعمال لوہے کے ایک نلکے کو شیو لنگ کہہ کر بات بڑھائی گئی، مسجد کے وضو کے لیے حوض پر اس بہانے پابندی لگائی گئی، 21 جولائی کو وارانسی کی ضلعی عدالت نے گیان واپی مسجد کمپلکس کو اے ایس آئی سروے کا حکم دیدیا، مسلم فریق الٰہ آباد ہائی کورٹ پہونچا، عدالت نے اس موضوع پر سماعت مکمل کر کے 27 جولائی کو اپنا فیصلہ محفوظ رکھ لیا تھا، بعد میں ورانسی ضلع جج کے فیصلے کو اس نے باقی رکھا اور مسلمانوں کی عرضی کو خارج کر دیا، اے ایس آئی کو بھی عجلت تھی، اس لیے اس نے 4 اگست سے ہی سروے کا کام شروع کر دیا، مسلم فریق نے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، چیف جسٹس ڈی وائی چندر چور نے اس پر غور کرنے اور سماعت کی تاریخ متعین کی اور الٰہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کو اس شرط کے ساتھ برقرار رکھا کہ موجودہ عمارت کو سروے سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہونچنا چاہیے۔ اے ایس آئی نے سروے کا کام سپریم کورٹ سے عرضی خارج ہونے سے پہلے ہی شروع کر دیا تھا، جو مسلسل جاری ہے، اے ایس آئی نے ابھی کوئی رپورٹ جاری نہیں کی ہے، لیکن فریق مخالف روز نئی نئی افواہیں گڑھ رہا ہے کہ ستونوں پر یہ ملا، تہہ خانے میں یہ ملا، مسلم فریق نے وارانسی ضلع کوٹ میں ایک عرضی یہ بھی لگا دی تھی کہ سروے کے کام سے میڈیا کو دور رکھا جائے، اور افواہوں پر روک لگائی جائے، وارانسی ضلعی عدالت نے اس پر اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے اور اے ایس آئی افسران کو ہدایت دی ہے کہ سروے کی بات کسی کو نہیں بتائیں، البتہ سروے پر روک کی دوسری عرضی پر ابھی فیصلہ آنا باقی ہے۔

یہ دراصل عدالت اور رائے عامہ کو متاثر کرنے کی گھٹیا کوشش ہے، جو لوگ فوارے کو شولنگ کہہ سکتے ہیں، ان کے لیے کچھ بھی نکالنے کا دعویٰ کرنا ذرا بھی مشکل نہیں ہے، بلکہ کیا بعید کہ خود ڈال کر رپورٹ میں لکھوا دیں کہ یہ یہ چیز ملی اور عدالت اسے ثبوت کے طور پر مان لے، اس درمیان الٰہ آباد ہائی کورٹ نے گیان واپی مسجد میں مسلمانوں کے داخلے پر پابندی کی عرضی کو خارج کر دیا ہے، یہ عرضی راکھی سنگھ نے دائر کی تھی، عرضی کی سماعت چیف جسٹس پرتیھنکر دیواکر اور جسٹس آشوتوش سریواستو نے کی اور اسے ناقابل سماعت قرار دیا، فرقہ پرست طاقتیں اس مسئلہ کو اس قدر گرمانا چاہتی ہیں کہ ہندوؤں کے جذبات بھڑکیں اور ہندو ووٹوں کو متحد کرنے کے لیے اسے حربہ کے طور پر آئندہ انتخاب میں استعمال کیا جا سکے۔

لیکن جس طرح اسے موضوع بحث بنایا جا رہا ہے اور وزیر اعلیٰ اتر پردیش گیان واپی کے لیے مسجد لفظ کے استعمال سے گریز کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حجت تمام ہو جائے گی اور ملک کو یہ باور کرایا جائے گا کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد ہی گیان واپی مسجد کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا ہے۔

یک طرفہ بلڈوزر کارروائی

ہریانہ کے نوح میں شوبھا یاترا کے دوران ہوئے پرتشدد واقعات اور فرقہ وارانہ فسادات نے ریاست کے لا اینڈ آرڈر کی چولیں ہلا کر رکھ دیں، اس سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد وہاں کی بی جے پی سرکار اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے یک طرفہ طور پر کارروائی کرتے ہوئے بلڈوزر کے ذریعہ بے قصور لوگوں اور غریب مسلمانوں کے بیشتر مکانات، دوکانوں اور کاروباری اداروں کو منہدم کرنا شروع کر دیا، اور دلیل یہ دی گئی کہ یہ انہدامی کارروائی ناجائز تعمیرات کی بنیاد پر کی جا رہی ہے، آخر حکومت اتنے دنوں سے کیا کر رہی تھی کہ برسوں سے آباد آشیانے کو اب اجاڑنے کے لئے کمربستہ ہوگئی، ہاں جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور شاہ راہ کے قریب واقع سینکڑوں دکانوں اور مکانوں کو زمیں بوس کر دیا گیا تو پنجاب ہریانہ ہائی کورٹ نے اس معاملہ پر از خود نوٹس لیتے ہوئے توڑ پھوڑ کی کارروائی پر روک لگا دی اور حکومت سے اب تک منہدم کئے گئے مکانات و دوکانوں کی فہرست طلب کی مگر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جن لوگوں کے مکانات گرائے گئے، حکومت اس کی از سر نو تعمیر کرائے گی یا اس کا معقول معاوضہ دے گی، یا یوپی اور مدھیہ پردیش کی حکومتوں کی طرح عدالتی پھٹکار سن کر خاموش ہو جائے گی، کیونکہ ہریانہ کی کھٹر سرکار نے جو انہدامی کارروائی کی ہے اس میں ایسے لوگوں کے بھی مکانات ہیں جن کا اس واقعہ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، ظہر اگاؤں جو جنگل میں پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے، وہاں کے غریب مسلمانوں کی پوری بستی کو اجاڑ دیا، جہاں کے لوگوں نے تنکا تنکا جمع کر کے آشیانہ تیار کیا تھا، یک لخت بلڈوزر نے سب کو کنکو، پتھر اور ملبے میں تبدیل کر دیا، انہیں حالات کے پس منظر میں مشہور شاعر بشیر بدر نے کہا تھا کہ

لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں
ہر دھڑکتے پتھر کو لوگ دل سمجھتے ہیں
عمریں بیت جاتی ہیں دل کو دل بنانے میں

افسوس اس بات پر بھی ہے کہ اتنے بڑے اقدام سے پہلے حکومت کسی کو نوٹس تک جاری نہیں کرتی، بلکہ اس کو جہاں جہاں مسلم آبادی نظر آئی اجاڑتی چلی گئی اور بے قصوروں کو مجرم بتا کر دھڑ پکڑ کرتی رہی ہے، جس کی وجہ سے مسلمان خوف ودہشت کے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں اور جہاں تہاں پناہ لینے پر مجبور ہیں، دوسری طرف اس فساد کے کلیدی مجرم شر پسند بلا روک ٹوک کے دندناتے پھر رہے ہیں، بلکہ انتظامیہ اور پولیس کی موجودگی میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی اور نعرے بازی کرتے نظر آ رہے ہیں، انصاف کے اس دوہرے پیمانے نے ملک کے عوام کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ نفرت کی سیاست کرنے اور مذہب کا استحصال کرنے والوں نے ملک کو کہاں پہونچا دیا ہے، اگر ملک کا سنجیدہ اور امن پسند طبقہ اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا تو نفرت کی آگ اور اس کی چنگاری سے کسی کا گھر محفوظ نہیں رہے گا، کیوں کہ یہ سب کچھ ۲۰۲۴ء کے عام انتخابات کے لئے ریہرسل کیا جا رہا ہے، اس کے لئے ہوشیار رہئے، بیدار رہئے اور نفرت کی سیاست کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہونچانے کی سعی مسلسل کیجئے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا مطلوب الرحمٰن مکیاویؒ

مدرسہ مصباح العلوم مکیا، مدھوبنی کے بانی مہتمم، جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ سیتامڑھی کے سابق صدر المدرسین، الجامعۃ العربیہ اشرف العلوم کنہواں کے نامور فیض یافتہ، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے مشہور فاضل، مدرسہ اسلامیہ شہر فتح پورکوٹ کے سابق مدرس، بڑے عالم دین البیلے خطیب، متواضع اور منکسر المزاج حضرت مولانا مطلوب الرحمٰن مکیاوی بن محمد صادق (م 1991) بن امام علی بن شرف الدین بن احمد بن عبد اللہ کا 15 محرم الحرام 1445ھ مطابق 3 اگست 2023 بروز جمعرات کوئی تین بجے سہ پہر آئی جی ایم ایس پٹنہ میں انتقال ہو گیا، وہ پیٹ کے دردآنتوں کے الجھنے کے مرض میں مبتلا تھے، علاج آپریشن تھا، لیکن پیرانہ سالی اور ضعف کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہوسکا اور مولانا نے رخت سفر باندھ لیا۔ جنازہ 4 اگست کو سوا تین بجے سہ پہر ان کے صاحب زادہ مولانا محمد عمران ندوی نے پڑھائی، جنازہ سے قبل مولانا محمد شبلی قاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے مختصر خطاب کیا، مولانا محمد اظہار الحق مظاہری ناظم الجامعۃ العربیہ اشرف العلوم کنہواں، مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی بانی ادارہ سبیل الشرعیہ آواپور، شاہ پور سیتامڑھی، حضرت مولانا عبد المنان صاحب بانی مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجو پٹی جیسے اکابر علماء، عوام جم غفیر کے ساتھ جنازہ میں شریک تھے اس کے قبل پٹنہ سے بذریعہ ایمبولینس ان کا جنازہ مکیا منتقل کیا گیا، بعد نماز ظہر عام دیدار کے لیے غسل و کفن کے بعد مدرسہ مصباح العلوم کے صحن مین جنازہ رکھا گیا، جس کی ترقی کے لیے وہ پوری زندگی کوشاں رہے، تدفین مدرسہ سے متصل جانب جنوب آبائی قبرستان میں ہوئی، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ لڑکے انور، حافظ انظر، مولانا سلمان، مولانا محمد عمران ندوی اور شاعر حافظ بلال حسامی اور تین لڑکیاں ہیں۔

مولانا مطلوب الرحمٰن مکیاوی کی ولادت 5 مارچ 1950 کو موضع مکیا، ڈاکخانہ بشن پور موجودہ ضلع مدھوبنی میں ہوئی، مولانا کی نانی ہال گاؤں میں ہی تھی اور ان کے نانا کا نام محمد علیم تھا، ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد 1964 میں الجامعۃ العربیہ اشرف العلوم کنہواں میں داخل ہوئے، ابتدائی درجات سے عربی چہارم تک کی تعلیم یہاں پائی، 1970 تک کا زمانہ یہیں گذرا، مولانا نے اس وقت کے نامور اساتذہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب ناظم مدرسہ مولانا محمد طیب صاحب کماوری، مولانا زبیر احمد رحمہم اللہ سے کسب فیض کیا اور اپنے ساتھیوں میں ممتاز رہے، 1971 میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا رخ کیا، حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث اور مولانا محمد یونس صاحبؒ سے زیادہ تعلق رہا اور بقدر ظرف ان اکابر کے علوم، صلاح و تقویٰ سے حصہ پایا اور سند فراغ 1974 میں وہیں سے حاصل کیا۔ فراغت کے بعد 1975 میں محمد صدیق بن نوازش کریم کی دختر نیک اختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، جناب محمد صدیق صاحب حسن پور برہروا کے رہنے والے تھے، اس لیے مولانا کی سسرال حسن پور برہروا قرار پائی۔

تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ اسلامیہ شہر فتح پورکورٹ یوپی سے کیا، چودہ سال تک یہاں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، جب حضرت مولانا عبد الحنان صاحبؒ نے جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ قائم کیا تو آپ کو فتح پور سے تدریس کے لیے بالا ساتھ بلا لیا، چنانچہ تین سال تک آپ یہاں خدمت انجام دینے کے بعد کویت میں ملازمت اختیار کرلی، پڑھنے لکھنے کا ذوق رکھنے والا آدمی زیادہ دن دوسرے کاموں میں چل نہیں پاتا، چنانچہ دو سال کے بعد آپ فرصت پر آئے تو دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کیا، حضرت مولانا عبد الحنان صاحب کا تقاضہ ہوا تو اب وہاں کے صدر مدرس بن کر آئے اور کئی سال یہاں گذارے، اس زمانہ میں مولانا کی ٹوپی مولانا عبد الحنان صاحبؒ کی طرح ہی کھڑی ہوا کرتی تھی، اور جب دونوں پہلی صف میں جماعت کے لیے آزو بازو بیٹھے ہوتے تو لگتا کہ دو خوبصورت مناران عالی قدر لوگوں کے سروں پر رکھا ہوا ہے، کچھ دن بعد مولانا نے محسوس کیا کہ ان کے پرواز میں کمی آرہی ہے تو انہوں نے جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ کو پھر سے خیر باد کہہ دیا، آبائی وطن مکیا میں پہلے سے جاری مکتب کو مدرسہ کی شکل دیدی اور اس کو پروان چڑھانے میں پوری زندگی لگا دی، مولانا محمد عمران ندوی کی اس لائن سے تربیت کرتے رہے، توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے والد کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرسکیں گے۔

مدرسہ کے ساتھ آپ کا دوسرا بڑا میدان عمل اصلاح معاشرہ کی غرض سے میدان تقریر و خطابت تھا، اس کام میں وہ محبوب، مقبول اور "مطلوب" تھے، عوامی زبان، عوامی اصطلاحات، عوامی الفاظ، عوامی لب و لہجہ، عوامی محاورے، عوامی ضرب الامثال، لطائف اور لوک گیتوں پر انہیں عبور تھا، انہیں کمالات کے وجہ سے میں انہیں البیلا خطیب کہا کرتا تھا، درمیان میں نعتیہ اشعار اور حمد وغیرہ بھی اپنے مخصوص لب و لہجہ میں پڑھ کر سناتے، ہر دو چار جملے کو دھیرے اور پھر زور سے بیان کرتے تو مجمع پھر سے ہوشیار اور بیدار ہو جاتا، وہ کسی بھی جلسے میں اپنی تقریر پہلے کروانے کی تجویز نہیں رکھتے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ہمارا نمبر تو اس وکٹ گرنے کے بعد ہی آئے گا اور مجھے فجر تک ناٹ آؤٹ ہی رہنا ہے، ظاہر ہے آخر رات میں مجمع کم ہو جاتا تھا لیکن ان کے لب و لہجے اور تقریر پر اس کا اثر نہیں پڑتا تھا۔ جو سامعین بچ جاتے وہی ان کے لیے حتمی ہوتے اور آخر وقت تک بچے کھچے سامعین ان کا ساتھ دیتے رہتے، بعض لوگ ان کی تقریر شروع ہوتی اسی وقت جلسہ میں حاضر ہوتے۔ خطابت کی مشغولیت نے ان کے علمی رسوخ کو لوگوں کی نگاہ سے اوجھل کر دیا۔

ان کی مقبولیت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک بار ایک جلسہ میں ہم دونوں مدعو تھے، مولانا اتفاق سے تشریف نہیں لا سکے، اب بھی میرے پاس آکر بیٹھتا کہتا کہ مولانا مطلوب صاحب نہیں آئے، میں نے کہا کہ جو آگیا اس کی قدر کرنا سیکھو، کہنے لگے کہ مولانا کی بات ہی کچھ اور ہے، جب ان کی پریشانی بڑھی تو میں نے کہا کہ چلو میں آج "مطلوب الرحمٰن" بننے کی کوشش کرتا ہوں، پھر میں نے ان کے لب و لہجہ میں تین گھنٹے تقریر کی تو مجمع کو کچھ اطمینان ہوا، میں نے اپنی تقریر مولانا احمد رضا خان صاحب کی مشہور نعت کے آخری شعر ختم کیا۔

بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احباء ناطق تھا نا چار اس راہ پر پڑا جانا

میں شروع سے رت جگے جلسوں کا مخالف رہا ہوں، ایک جلسہ میں میں نے اُس کے خلاف تقریر کردی، میرے بعد مولانا کا نمبر تھا، میری تقریر کے اثر کو باقی رکھنے کے لیے انہوں نے اس جلسہ میں تقریر نہیں فرمائی، دعا کر کے جلسہ ختم کر دیا، وہ چاہتے تو مختلف دلائل سے میری تقریر کا رد کر سکتے تھے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، مولانا سے آخری ملاقات میری 15 مارچ 2023 کو مدرسہ عزیزیہ برار سیتامڑھی کے جلسہ میں ہوئی تھی، حسب سابق شفقت و محبت سے پیش آئے، مجھے عجلت تھی، بارہ بجے سے پہلے ہی تقریر کر کے میں چلتا بنا، اس سفر میں میرے ساتھ عزیزم محمد ظفر الہدیٰ قاسمی اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب بھی تھے۔ اب ایسی شفقت و محبت اور خورد نوازی کرنے والے کم رہ گیے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مولانا کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خطابت کے میدان میں ان کا نعم البدل دے۔ آمین۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

تذکرہ خانصاحب مولوی احمد میر

مظفر پور ضلع کا وہ حصہ جو تقسیم کے بعد ویشالی کے نام سے جانا جاتا ہے، وہ اس اعتبار سے تاریخی علاقہ ہے کہ یہاں سے پوری دنیا میں جمہوری حکومت کا آغاز ہوا، بودھ جی نے اسے میدان عمل بنایا، مہاویر یہاں پیدا ہوئے، اور بقول ڈاکٹر جمید انند سنہا: "یہ علاقہ اسلامی تاریخ کا موہن جوداڑو ہے"، شیخ محمد ابن علاء منیری قاضن شطاری نے جو ویشالی گڑھ پر آرام فرما ہیں اور میراں جی کے نام سے متعارف ہیں، جن کی خدمات کا تذکرہ قاضی اطہر مبارک پوری نے دیار پورب میں علم اور علماء میں تفصیل سے بیان کیا ہے، اسی زمین کی زینت ہیں۔ ملا حاجی پوری نے مدتوں یہاں فقہی بصیرت کے چراغ جلائے اور ابو الفتح ہدیت اللہ سرمست کے سوز دروں نے اس علاقے کو بقعۂ نور بنا کر رکھا۔

اسی ضلع میں ایک قدیم قصبہ ابابکر پور ہے، صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ زمینداری کے ساتھ اس گاؤں کو یک گونہ علمی، تہذیبی اور سماجی تفوق ہر دور میں حاصل رہا ہے، مولانا اعجاز احمد بدایونی، حضرت مولانا مبارک حسین اور مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی رحمہم اللہ کی آمد و رفت اور ان کے حلقہ مریدان نے زمیندارانہ رسم و رواج کو نہ صرف قابو میں رکھنے کا کام کیا، بلکہ یہاں کی فضا میں تصوف و روحانیت کا رنگ بھی گھولا، جس نے زمینداروں کو بے راہ رو ہونے سے بچائے رکھا۔ دینی رمق اور مذہبی حسن کو کم نہیں ہونے دیا۔

اسی ابابکر پور میں ایک مولوی احمد میر صاحب تھے، پیشہ سے رجسٹرار تھے، مولانا اعجاز بدایونی خلیفہ حضرت مولانا فضل رحماں گنج مرادآبادی کے دست گرفتہ تھے، مال و دولت کی بہتات تھی، زمین و جائیداد بھی کافی تھی، قلب صالح اور دل دردمند پایا تھا، امت کے لیے فکر مند رہتے تھے، اللہ رب العزت نے دینی کاموں میں خرچ کرنے کا مزاج بخشا تھا، چنانچہ انہوں نے مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا، عالیشان، خوشنما اور دیدہ زیب عمارتیں بنوا کر مدرسہ کو عطا کیا تھا، اپنی زمین کا بیشتر حصہ مدرسہ کو وقف کر دیا، مدرسہ کی عالی شان بلڈنگ کے مقابل ان کا کھپرا پوش مکان آج بھی لوگوں کے لیے نمونہ عبرت ہے کہ کام کرنے والے اس طرح کام کیا کرتے ہیں، اور اپنا سب کچھ قربان کر کے ملت کے اس طرح کام آتے ہیں، مدرسہ احمدیہ ابابکر پور کی حیثیت علاقہ میں ام المدارس کی رہی ہے، بڑے نامور علماء و فضلا نے یہاں سے کسب فیض کیا، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا ماضی اسے واپس دلایا جائے، اور عہد رفتہ کی بازیابی کے عمل کو تیز سے تیز تر کیا جائے۔ یہی خانصاحب مولوی احمد آج ویشالی ضلع میں جو بھی مدارس کام کر رہے ہیں، وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ یہیں کے فیض یافتہ ہیں، البتہ ان دنوں وہ بھی مائل بہ انحطاط ہے، میں جس دور میں یہاں مدرس تھا عالم تک کے طالب علم یہاں ہوا کرتے تھے۔

مدرسہ احمدیہ ابابکر پور سے متصل احاطہ میں جو اصلا رجسٹرار صاحب کی بیٹھک ہوا کرتی تھی، باغ کے جنوب مغربی کونے پر شرعی انداز کی ان کی قبر موجود ہے، اہل علم کا تقاضہ تھا کہ بیسویں صدی کی اس اہم شخصیت پر مفصل کوئی کتاب لکھی جاتی، اور نئی نسل کو اس لائق تقلید اور قابل تعریف شخصیت کے کردار سے واقف کرایا جاتا، لیکن اب کسے فرصت ہے کہ وہ اس قسم کے کاموں پر اپنا وقت لگائے، اور مغز ماری کرے، غنیمت یہ ہے کہ مولانا شمیم احمد صاحب موجودہ انچارج پرنسپل مدرسہ احمدیہ ابابکر پور نے بانی مدرسہ کے اوپر سیمینار کا ارادہ کیا، مولانا محمد قمر عالم ندوی اور دوسرے اساتذہ نے ان کی مدد کی اور سیمینار کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ مدعو میں بھی تھا لیکن مشغولیت پاؤں کی زنجیر بن گئی۔ اسلیے میری حاضری نہیں ہو سکی۔ البتہ سیمینار میں قیمتی مضامین و مقالات پڑھے گیے۔ جس سے مولوی احمد میر صاحب کے احوال و کوائف اوصاف و کمالات تفصیل سے سامعین کے سامنے آئے۔

سیمینار میں پڑھے ہوئے مقالے اگر طباعت کے مراحل سے نہ گزریں تو پھر وہ دفن ہو جاتے ہیں اور لوگوں تک اس کے مندرجات نہیں پہنچ پاتے میرے عزیز مولانا محمد قمر عالم ندوی استاذ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور اور یکے از بانیان مدنی مسجد مہوا نے اس طرف توجہ کی اور قدیم و جدید مضامین و مقالات کو کتابی شکل میں جمع کر دیا، کچھ مضامین لوگوں سے بعد میں بھی لکھوائے۔ یہ ایک محنت کا کام تھا میرا خیال ہے کہ کتاب لکھنے سے زیادہ مشکل کام دوسروں کے مضامین کی ترتیب و تہذیب ہے الحمد للہ یہ کام انہوں نے بحسن و خوبی انجام دیا ہے اس کے لیے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ویشالی ضلع میں گزشتہ چند دہائیوں میں لکھنے پڑھنے کے حوالے سے جو چند نام ابھر کر سامنے آئے ہیں، ان میں ایک نام مولانا محمد قمر عالم ندوی کا ہے میں ان کو اس اہم کتاب کی تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کتاب کی مقبولیت اور افادہ عام و تام کی دعا کرتا ہوں۔ شائقین اسے مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی، نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹیا اور نور القمر لائبریری مدنی نگر مہوا سے حاصل کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

عبادتوں کا تحفہ غلاف محبت کے ساتھ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی درہم دھورہی ہیں، نبی علیہ السلام حیران ہوئے، فرمایا: حمیرا جواب دیا، لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... یہ کیا کر رہی ہو؟ فرمانے لگیں اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں درہم دھورہی ہوں، فرمایا کس لیے؟ اللہ کے نبی صلی للہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سنی جب اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والا کسی سائل کو دیتا ہے تو وہ پیسے سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالی کے ہاتھ میں پہنچ جاتے ہیں، جب سے میں نے یہ بات سنی، میں ہمیشہ سے صدقہ ان پیسوں کا دیتی ہوں جن کو پہلے دھولیتی ہوں میرے آقا کے ہاتھوں میں صاف اور پاک مال پہنچ جائے۔

اللہ اکبر! یہ ہے محبت، دیکھئے جس سے محبت ہوتی ہے، اس کو پھلوں کی ٹوکری بھی بھیجتا ہے تو اس کو گفٹ پیک کر کے بھیجتا ہے، منگنی وعید پر تو اگر بسکٹ کا ڈبا ہو تو اس کو بھی گفٹ پیک کر کے بھیجتے ہیں، اللہ والے بھی اسی طرح جب اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہیں تو وہ بھی اپنی نمازوں کو محبت کے غلاف میں پیک کر کے اللہ کے حضور بھیج رہے ہوتے ہیں۔ (تمنائے دل، ص:۵۱)

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلئے

محبت کی شمع کہاں جلتی ہے؟

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ لکھ رہا تھا، پوچھا کیا لکھ رہے ہو؟ کہنے لگے کہ اللہ کے عاشقوں کا نام لکھ رہا ہوں، انہوں نے کہا کہ میرا نام بھی ہے؟ فرشتہ نے کہا کہ تمہارا نام نہیں ہے تو کہنے لگے کہ ایسا کرو کہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کرنے والوں میں میرا نام بھی لکھو، وہ فرشتہ کہتا ہے بہت اچھا اور چلا گیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھا دیکھتے ہیں کہ فرشتہ لکھ رہا ہے پوچھا کیا لکھ رہے ہو؟ کہنے لگا کہ ان لوگوں کے نام لکھ رہا ہوں جن سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اچھا میرا نام بھی کہیں ہے تو اس نے دکھایا کہ جن سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں اس صفحہ کے سب سے اوپر ابراہیم بن ادھم کا نام لکھا ہوا تھا اللہ نے فرمایا کہ جو میرے عاشقوں سے محبت کرتے ہیں میں ان بندوں کے ساتھ محبت کیا کرتا ہوں اس لیے اللہ والوں سے محبت، اللہ کی محبت ملنے کا ذریعہ بن جاتی ہے جب اللہ سے محبت ہوتی ہے اللہ کے نام سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ (تمنائے دل، ص:۴۷)

ایک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

شربت دیدار سے روزہ کا افطار: مواہب لدنیہ میں واقعہ لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ بن مخزومہ ایک بزرگ تھے، انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ جنگ یمامہ کے لئے جارہا ہوں اب اس جنگ میں میرے جسم کے ہر عضو کے اوپر زخم آئے یہ دعا مانگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ وہ گھمسان کے رن میں اس طرح گھر گئے کہ ان کے جسم کے ہر ہر عضو پر زخم آئے جب زخمی حالت میں تھے اور روح پرواز کرنے کے قریب تھی، ایک مسلمان قریب ہوا تو اس مسلمان نے کہا کہ آپ کو پانی پلاؤں آپ کے جسم کا ہر ہر عضو زخمی ہو چکا ہے تو عبد اللہ بن مخزومہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ نہیں، میں اس وقت روزے کی حالت میں ہوں میں شربت دیدار سے اپنے روزے کا افطار کرنا چاہتا ہوں ایسی بھی محبت ہوتی ہے، اللہ اکبر! اللہ تعالی اس محبت کا تھوڑا سا نشہ ہمیں بھی عطا فرمادے، پھر ہمیں عبادات کے اندر سکون نصیب ہو جائے گا۔ اس لیے کہا کہ (**العشق نار یحرق ماسوی اللہ**) عشق ایک آگ ہے، جو ماسوا اللہ کو جلا کر رکھ دیتی ہے اللہ کی محبت دل میں آتی ہے غیر سے انسان کی نگاہیں اٹھ جاتی ہیں۔ (تمنائے دل، ص:۵۵)

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ماسوی معشوق سب کچھ جل گیا
تیغ "لا" سے قتل غیر حق ہوا
دیکھئے پھر بعد اس کے کیا بچا
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

اس کو محبت نہ ہوتی تو توفیق تہجد نہ دیتا: ایک شخص بازار جارہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک باندی کا مالک اسے بیچ رہا ہے مگر خریدار کوئی نہیں، وہ باندی دیکھنے میں بہت دبلی پتلی سی نظر آرہی تھی۔ اس شخص نے اس باندی کو معمولی داموں میں خرید لیا۔ جب رات کو آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ باندی تہجد کی نماز پڑھ کر دعا کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، اس شخص نے ٹوکا کہ یوں نہ کہو، بلکہ یہ کہو اے اللہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم، یہ سن کر وہ باندی بگڑ گئی اور کہنے لگی میرے آقا، اگر اللہ تعالی کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو مجھے ساری رات مصلے پر نہ بٹھاتا اور آپ کو یوں میٹھی نیند نہ سلاتا۔ یہ کہہ کر اس باندی نے رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ اب تک میرا معاملہ پوشیدہ تھا اب مخلوق کو پتہ چل گیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلالے چنانچہ وہیں مصلے پر بیٹھے بیٹھے اس کی روح پرواز کر گئی۔ (عشق الٰہی، ص:۴۳)

عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں فوقیت لے گئے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا، میرے پاس کافی مال تھا، میں نے سوچا آج میں ابوبکر صدیقؓ سے سبقت لے جاؤں گا، چنانچہ میں نے آدھا مال صدقہ کیا، نبی علیہ السلام نے پوچھا اہل خانہ کیلئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا، مثلہ (اس کے برابر) اتنے میں ابوبکرؓ بھی اپنا مال لے کر آئے، نبی علیہ السلام نے پوچھا:

"**ما ابقیت لاھلک قال ابقیت لھم اللہ ورسولہ**" (اہل خانہ کیلئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو) یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا: "**لا اسابقک الی شیء ابدا**" (میں تمہارے ساتھ کسی چیز میں مقابلہ نہ کروں گا)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعے کو عجیب انداز میں پیش کیا ہے۔

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق ومحبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس کا چشم جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین و درہم و دینار درخت جنس
اسب قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضور چاہئے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدہ مہ وانجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا ورسول بس

(عشق رسول اللہ، ص:۶۵)

عشق نے مشقت میں حلاوت پیدا کر دی: ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ابوبکرؓ کو پھٹے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا ابوبکرؓ تمہارا ایک وقت کتنا خوشحالی کا تھا۔ اب تمہیں دین کی وجہ سے کتنی مشقتیں اٹھانی پڑرہی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ ایک دم تڑپ کر بولے:

"**مالو عشت عمر الدنیا و اعذب بہ جمیعا اشد العذاب لا یفرجنی فرج الملح**" (اگر ساری زندگی اسی مشقت میں گزاروں اور شدید عذاب میں مبتلا ہوں پھر بھی دوست کی دوستی میں جو وسعت اور کشادگی ہے وہ حاصل نہیں ہوتی)۔ (عشق رسول، ص:۶۶)

صحبت کے انمول موتی: امام زین العابدین نے اپنے بیٹے باقر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، بیٹا! چار آدمیوں کے پاس نہ رہنا، راستہ چلتے ہوئے ان کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہ چلنا، کہنے لگے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ وہ اتنے خطرناک ہیں! پوچھا کہ وہ کونسے آدمی ہیں؟ فرمایا: ایک بخیل آدمی اس سے کبھی دوستی نہ کرنا، اس لئے کہ وہ تجھے ایسے وقت میں دھوکہ دے گا جب تجھے اس کی بہت ضرورت ہوگی، دوسرا جھوٹا آدمی، کہ وہ دور کو قریب ظاہر کرے گا، اور قریب کو دور اور تیسرا فاسق آدمی کیونکہ وہ تجھے ایک لقمہ کے بدلے یا ایک لقمہ سے بھی کم میں بیچ دے گا، کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا، ابو! ایک لقمہ میں بیچنا تو سمجھ میں آتا ہے ایک لقمہ سے بھی کم میں بیچنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کہ وہ تمہیں ایک لقمہ کی امید پر بیچ دے گا اور چوتھا قطع رحمی کرنے والا آدمی کیونکہ میں نے قرآن میں کئی جگہ اس پر لعنت دیکھی ہے یہ باپ کی صحبت کے انمول موتی تھے جو بیٹے کو مل رہے تھے، ایک وہ وقت تھا کہ باپ اپنے بیٹوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔

ذکر الٰہی سے فیضان باری کا ورود: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنے زمانہ کا ایک واقعہ لکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں شیخ الہند کے پاس جلالین پڑھا کرتا تھا، ایک رات تکرار کرنے بیٹھا (تکرار طلبہ کے لئے ضروری ہے: "**لکل شیء باب وباب العلم التکرار**") فرماتے ہیں ایک اشکال ایسا وارد ہوا کہ وہ رفع ہی نہیں ہوتا تھا، بڑی کوشش کی حتی کہ حاشیہ بھی دیکھا پھر بھی سمجھ میں نہ آیا، اوروں سے بھی پوچھا پھر بھی سمجھ میں نہ آیا اب چونکہ میں تکرار کرایا کرتا تھا اس لئے طلبہ نے کہا کہ میاں کل کا درس شروع ہونے سے پہلے اسے تم حضرت (شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھ لینا، تاکہ پچھلا سبق کلیر ہو جائے (بات صاف ہو جائے) پھر اگلے سبق میں دشواری نہ ہو، میں نے ذمہ داری قبول کر لی، کہنے لگے صبح فجر کا وقت ہوا میں اپنی کتاب لے کر مسجد میں آگیا، فجر کی نماز پڑھی اور سلام پھیر کر میں جلدی اٹھا مگر حضرت شیخ الہندؒ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے، جہاں وہ فجر کے بعد سے لے کر اشراق تک تخلیہ میں وقت گذارتے تھے، جب میں دروازے پر پہونچا تو کنڈی بند پائی، مجھے بڑی کوفت ہوئی میں نے اپنے نفس کو بہت ہی برا بھلا کہا کہ تو نے سستی کی کہ حضرت اندر چلے گئے اب وہ اشراق پڑھ کر باہر نکلیں گے اور بعد سبق پوچھنے کا وقت ہی باقی نہ رہے گا میں سوچا کہ اب نفس کو سزا دینی چاہئے وہ سخت ٹھنڈی کا موسم تھا میں نے کہا یہیں باہر کھڑے ہو کر انتظار کرو تاکہ جب حضرت باہر نکلیں تو پھر فوراً پوچھ لیا جائے اور سبق سے پہلے پوچھنے کا کام مکمل ہو جائے، فرماتے ہیں کہ میں باہر کھڑا ہو گیا اور حالت میری یہ تھی کہ میں ٹھنڈی سے ٹھٹھر رہا تھا، میں نے سنا کہ اندر سے "**لا الٰہ الا اللہ**" کے ضرب لگانے کی آواز آرہی تھی، حضرت ذکر کر رہے تھے اور مزہ مجھے آرہا تھا ایسا ذکر تھا، یہاں تک کے ذکر کی لذت میں مجھے پھر سردی کا احساس بھی نہ رہا لیکن جب حضرت نے دروازہ کھولا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس موسم میں حضرت نے اس شد ومد کے ساتھ ذکر کیا تھا کہ جب دروازہ کھولا تو پیشانی پر پسینے کے قطرے نظر آرہے تھے کہنے لگے کہ حضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اشرف علی تم یہاں کیسے؟ عرض کیا کہ حضرت ایک اشکال وارد ہوا ہے اس کا جواب آپ سے پوچھنا ہے حضرت نے فرمایا کہ کونسی جگہ؟ تو میں نے کتاب کھولی حضرت نے وہیں کھڑے کھڑے تقریر فرمانی شروع کر دی، جب حضرت نے تقریر شروع کی تو میں حیران رہ گیا کہ نہ الفاظ مانوس تھے اور نہ معانی سمجھ میں آرہے تھے، ایسا کلام فرمارہے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہ آیا، بات ختم کرنے پر فرمایا: اشرف علی کچھ سمجھ میں آیا، اب میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت تھوڑا انزول فرمائیے تاکہ ہمیں بھی بات سمجھ میں آئے، میں نے کہا حضرت بات سمجھ میں نہیں آئی، جب حضرت نے یہ سنا تو وہیں دوبارہ کھڑے کھڑے تقریر شروع کر دی، کہنے لگے کہ اب کی بار جو تقریر کی اس الفاظ تو کچھ مانوس سے لگے لیکن معنی اب بھی پلے نہیں پڑ رہے تھے، دوسری مرتبہ حضرت نے پھر پوچھا کہ سمجھے میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت میں تو نہیں سمجھ سکا تو فرمانے لگے کہ اچھا اشرف علی! میری اس وقت کی باتیں تمہاری سمجھ سے بالاتر ہیں کسی اور وقت میں مجھ سے پوچھ لینا، یہ کہکر حضرت چلے گئے فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ اتنا ذکر کا اہتمام کرتے تھے اور اس کی وجہ سے اس وقت معارف کا اتنا نزول ہوتا تھا کہ ایک لفظ کو کئی رنگ سے باندھتے تھے جو طلبہ کی استعداد سے بالاتر ہوا کرتا تھا۔ (دوائے دل، ص:۱۲۱)

انجام کی فکر: سلطان محمود بیگوہ جس نے ۸۶۲ھ سے ۹۱۷ھ تک صوبہ گجرات میں حکمرانی کی، اپنی آخری عمر میں عبادت میں مشغول رہتا اور اکثر روتا رہتا تھا، اس کے ایک درباری امیر ملک سارنگ نے سلطان کو برابر روتے ہوئے دیکھ کر ایک دن عرض کیا کہ دولت بھی ہے، شہنشاہی بھی ہے، پھر رونے کی کیا وجہ ہے؟ سلطان نے کہا اے بے عقل! تم کو کیا بتاؤں مجھے کیا غم کھایا جارہا ہے، میرے مرشد شاہ عالم نے اگرچہ میرے لئے دعا فرمائی ہے کہ "محمود کی عاقبت محمود ہو، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میری عاقبت محمود نہ ہو سکے گی۔ عمر کی نہر برابر جاری ہے اور اس سے جو حصہ بہہ جاتا ہے، وہ کبھی واپس نہیں لوٹے گا، اسی لئے روتا ہوں، افسوس اور حسرت تو اس پر ہے کہ اپنے ولی نعمت کی قدر جتنی کی جانی چاہئے اتنی نہ کر سکا اور جتنی جانی اس پر عمل نہ کر سکا۔ (مرآۃ سکندری:۹۷)

Scanned with CamScanner

سودخوری۔ انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ

مولانا محمد نجیب قاسمی۔ سنبھلی

مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے؛ لیکن شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ صرف جائز وحلال طریقہ سے ہی مال کمائے؛ کیوں کہ کل قیامت کے دن ہر شخص کو مال کے متعلق اللہ رب العزت کو جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا یعنی وسائل کیا تھے اور کہاں خرچ کیا یعنی مال سے متعلق حقوق العباد یا حقوق اللہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی۔

مال کی نعمت اور ضرورت ہونے کے باوجود، خالقِ کائنات اور تمام نبیوں کے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو متعدد مرتبہ فتنہ، دھوکے کا سامان اور محض دنیاوی زینت کی چیز قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مال ودولت کے حصول کے لیے کوئی کوشش ہی نہ کریں؛ کیوں کہ حلال رزق کا طلب کرنا اور اس سے بچوں کی تربیت کرنا خود دین ہے؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کے خوف کے ساتھ زندگی گزاریں اور اخروی زندگی کی کامیابی کو ہر حال میں ترجیح دیں۔ کہیں کوئی معاملہ درپیش ہو تو اخروی زندگی کو داؤ پر لگانے کے بجائے فانی دنیاوی زندگی کے عارضی مقاصد کو نظر انداز کردیں، نیز شک وشبہ والے امور سے بچیں۔

ان دنوں حصول مال کے لیے ایسی دوڑ شروع ہوگئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا بھی اہتمام نہیں کرتے کہ مال حلال وسائل سے آرہا ہے یا حرام وسائل سے؛ بلکہ کچھ لوگوں نے تو اب حرام وسائل کو مختلف نام دے کر اپنے لیے جائز سمجھنا شروع کردیا ہے؛ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مشتبہ چیزوں سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفاء کرے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو؛ کیوں کہ اس سے بہتر آگ ہے۔ (ترمذی) نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔ (مسلم)

ہمارے معاشرہ میں جو بڑے بڑے گناہ عام ہوتے جارہے ہیں، ان میں سے ایک بڑا خطرناک اور انسان کو ہلاک کرنے والا گناہ سود ہے۔

سود کیا ہے؟ وزن کی جانے والی یا کسی پیمانے سے ناپے جانے والی ایک جنس کی چیزیں اور روپے وغیرہ میں دو آدمیوں کا اس طرح معاملہ کرنا کہ ایک کو عوض کچھ زائد دینا پڑتا ہو ربا اور سود کہلاتا ہے، جس کو انگریزی میں Interest یا Usury کہتے ہیں۔ جس وقت قرآن کریم نے سود کو حرام قرار دیا اس وقت عربوں میں سود کا لین دین متعارف اور مشہور تھا، اور اُس وقت سود اُسے کہا جاتا تھا کہ کسی شخص کو زیادہ رقم کے مطالبہ کے ساتھ قرض دیا جائے خواہ لینے والا اپنے ذاتی اخراجات کے لیے قرض لے رہا ہو، یا پھر تجارت کی غرض سے، نیز وہ Simple Interest ہو یا Compound Interest، یعنی صرف ایک مرتبہ کا سود ہو یا سود پر سود۔ مثلاً زید نے بکر کو ایک ماہ کے لیے ۱۰۰ ؍روپے بطور قرض اس شرط پر دیے کہ وہ ۱۱۰ ؍روپے واپس کرے، تو یہ سود ہے؛ البتہ قرض لینے والا اپنی خوشی سے قرض کی واپسی کے وقت اصل رقم سے کچھ زائد رقم دینا چاہے تو یہ جائز ہی نہیں؛ بلکہ ایسا کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے؛ لیکن پہلے سے زائد رقم کی واپسی کا کوئی معاملہ طے نہ ہوا ہو۔ بینک میں جمع شدہ رقم پر پہلے سے متعین شرح پر بینک جو اضافی رقم دیتا ہے، وہ بھی سود ہے۔

سود کی حرمت: سود کی حرمت قرآن وحدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" (سورۃ البقرۃ:۲۷۵) اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ" (سورۃ البقرۃ:۲۷۶) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کا دوسروں پر جو کچھ بھی سود کا بقایا تھا، اس کو بھی لینے سے منع فرمادیا گیا: "وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (سورۃ البقرۃ:۲۷۸) یعنی سود کا بقایا بھی چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

سود لینے اور دینے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا اعلانِ جنگ: سود کو قرآن کریم میں اتنا بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زناکاری کے لیے قرآن کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کیے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجاؤ'' (سورۃ البقرۃ:۲۷۸-۲۷۹) سود کھانے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور یہ ایسی سخت وعید ہے جو کسی اور بڑے گناہ، مثلاً زنا کرنے، شراب پینے کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔ مشہور صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سود کھانے والوں کے لیے قیامت کے دن کی رسوائی وذلت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے سود کھانے والوں کے لیے کل قیامت کے دن جو رسوائی وذلت رکھی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کچھ اس طرح فرمایا: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھوکر پاگل بنادیا ہو'' (سورۃ البقرۃ:۲۷۵)۔ سود کی بعض شکلوں کو جائز قرار دینے والوں کے لیے فرمانِ الٰہی ہے: ''یہ ذلت آمیز عذاب اس لیے ہوگا کہ انھوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع یعنی خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے'' (سورۃ البقرۃ:۲۷۵)۔

سود کھانے سے توبہ نہ کرنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے: "فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ، وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ، وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" (سورۃ البقرۃ۲۷۵) لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے اور اس کی (باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

غرضیکہ سورۂ بقرہ کی ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ہلاک کرنے والے گناہ سے سخت الفاظ کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ سود لینے اور دینے والے اگر توبہ نہیں کرتے ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجائیں، نیز فرمایا کہ سود لینے اور دینے والوں کو کل قیامت کے دن ذلیل ورسوا کیا جائے گا اور وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سود سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور سود لینے اور دینے والوں کے لیے سخت وعیدیں سنائی ہیں جن میں سے بعض احادیث ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

سود کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: (آج کے دن) جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا، اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ ہمارے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔ وہ سب کا سب ختم کردیا گیا ہے؛ چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سود کی حرمت سے قبل لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن میں اُن کا سود جو دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے وہ ختم کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم، باب حجۃ النبی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے، سودی حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ سود لینے اور دینے والے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے الفاظ حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں موجود ہیں۔ (مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی)

بینک سے قرض (Loan) بھی عین سود ہے: تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عصر حاضر میں بینک سے قرض لینے کا رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم حاصل کرنا یہ سب وہی سود ہے جس کو قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کی آیات میں منع کیا گیا ہے، جس کے ترک نہ کرنے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا اعلانِ جنگ ہے اور توبہ نہ کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن رسوائی وذلت ہے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ عصرِ حاضر کی پوری دنیا کے علماء پر مشتمل اہم تنظیم مجمع الفقہ الاسلامی کی اس موضوع پر متعدد میٹنگیں ہوچکی ہیں؛ مگر ہر میٹنگ میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ برصغیر کے جمہور علماء بھی اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ پوری دنیا میں کسی بھی مکتبِ فکر کے دار الافتاء نے بینک سے قرض لینے کے رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کو ذاتی استعمال میں لینے کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔

عصر حاضر میں ہم کیا کریں؟ (۱) اگر کوئی شخص بینک سے قرض لینے یا جمع شدہ رقم پر سود کے جائز ہونے کو کہے تو پوری دنیا کے علماء کے موقف کو سامنے رکھ کر اس سے بچیں۔

(۲) اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بینک سے قرض لینے اور بینک میں جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے حرام ہونے کا فیصلہ آپ سے دشمنی نکالنے کے لیے نہیں؛ بلکہ آپ کے حق میں کیا ہے؛ کیوں کہ قرآن وحدیث میں سود کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زناکاری کے لیے قرآن کریم میں وہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کیے ہیں۔

(۳) جس نبی کے امتی ہونے پر ہم فخر کرتے ہیں، اس نے سود لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، نیز شک وشبہ والی چیزوں سے بھی بچنے کی تعلیم دی ہے۔

(۴) بینک سے قرضہ لینے سے بالکل بچیں، دنیاوی ضرورتوں کو بینک سے قرضہ لیے بغیر پورا کریں، کچھ دشواریاں، پریشانیاں آئیں تو اس پر صبر کریں۔

(۵) اگر آپ کی رقم بینک میں جمع ہے تو اس پر جو سود مل رہا ہے، اس کو خود استعمال کیے بغیر عام رفاہی کاموں میں لگادیں یا ایسے غرباء ومساکین یا یتیم بچوں میں بلا نیت ثواب بانٹ دیں جو کمانے سے عاجز ہیں۔

(۶) اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہے، جہاں واقعی سود سے بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اپنی وسعت کے مطابق سودی نظام سے بچیں، ہمیشہ اس سے چھٹکارہ کی فکر رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔

(۷) سود کے مال سے نہ بچنے والوں سے درخواست ہے کہ سود کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اس لیے کم از کم سود کی رقم کو اپنے ذاتی مصارف میں استعمال نہ کریں؛ بلکہ اس سے حکومت کی جانب سے عائد کردہ انکم ٹیکس ادا کردیں؛ کیوں کہ بعض مفتیانِ کرام نے سود کی رقم سے انکم ٹیکس ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۸) جو حضرات سود کی رقم استعمال کرچکے ہیں وہ پہلی فرصت میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور آئندہ سود کی رقم کا ایک پیسہ بھی نہ کھانے کا عزمِ مصمم کریں اور سود کی مابقیہ رقم کو فلاحی کاموں میں لگادیں۔

(۹) اگر کسی کمپنی میں صرف اور صرف سود پر قرضہ دینے کا کاروبار ہے، کوئی دوسرا کام نہیں ہے تو ایسی کمپنی میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی بینک میں سود پر قرضہ کے علاوہ جائز کام بھی ہوتے ہیں، مثلاً بینک میں رقم جمع کرنا وغیرہ تو ایسے بینک میں ملازمت کرنا حرام نہیں ہے، البتہ بچنا چاہیے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص سونے کے پرانے زیورات بیچ کر سونے کے نئے زیورات خریدنا چاہتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ دونوں کی الگ الگ قیمت لگواکر اس پر قبضہ کرے اور قبضہ کرائے۔

ایک اہم نکتہ: دنیا کی بڑی بڑی اقتصادی شخصیات کے مطابق موجودہ سودی نظام سے صرف اور صرف سرمایہ کاروں کو ہی فائدہ پہونچتا ہے، نیز اس میں بے شمار خرابیاں ہیں جس کی وجہ سے پوری دنیا اب اسلامی نظام کی طرف مائل ہورہی ہے۔

Scanned with CamScanner

اسلام میں رواداری کی اہمیت

مفتی جمیل الرحمن

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی طوفانی آندھیاں کوئی نئی نہیں ہیں، ہر دور اور ہر زمانے میں اسلام کی آہنی دیواروں اور مسلمانوں کے ایمانی قلعوں پر باطل پرستوں کی بپھری لہروں نے سر مارا ہے، اور پھر فنا ہوگئیں، تاریخ میں اُن کا نام تو ضرور ہے، لیکن عبرت کیلئے کبھی اسلام کے خلاف اٹھنے والی یہ لہریں غیروں کی شکل میں آئیں اور کبھی اسلام کالبادہ اوڑھ کر اپنوں کی شکل میں ظاہر ہوئیں لیکن انجام دونوں کا یکساں رہا۔" یہ لوگ جانتے کہ اللہ کی روشنی کو اپنے منھ سے بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو مکمل کر کے ہی رہے گا، کافروں کو چاہے جتنی ناگواری ہو"۔(سورہ توبہ:32)

مغربی میڈیا نے جہاں ایک طرف اسلام کو دہشت گردی کی تعلیم دینے والا مذہب بتا کر عالمی پیمانے پر مہم چھیڑ رکھی ہے، وہیں دوسری طرف مسلمان خصوصاً دیندار مسلمانوں کو دہشت گرد بنا کر پیش کرنا اپنا عظیم مقصد بنالیا ہے، دہشت گردی کا رشتہ مسلمانوں اور اسلام سے جوڑنے میں ہندوستانی میڈیا اور فرقہ پرست عناصر بھی مغربی صیہونی میڈیا کی کورانہ تابعداری اور غلامی میں پیچھے نہیں ہیں، یہ میڈیا، اسلام اور مسلمانوں کے معاملہ میں غیر جانبداری سے خبریں دینے لینے کے اپنے رول سے ہٹ کر ایک معاند اور متعصب فریق کا کردار ادا کر رہا ہے اور حیرت کی بات ہے کہ حکومتوں کی سطح پر بھی گرچہ زبانی، کھلے عام نہیں لیکن عملاً صرف مسلمانوں کو دہشت گرد باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے، نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کے بعد سے دنیا میں کہیں کوئی خونی واقعہ پیش آتا ہے تو اس کا سرا فوراً مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے، خواہ ہندوستان ہو یا فرانس، امریکہ ہو یا انگلینڈ ہر جگہ ایک ہی ذہن کارفرما ہے کہ اسلام اور اس کے ماننے والے مسلمانوں کو دنیا کیلئے دہشت پسند قوم ثابت کیا جائے، اور اس کام کو انجام دینے کیلئے صیہونیت اور یہودیت کی عالمی تنظیمیں سرگرم عمل ہیں۔

خود ہمارے ملک میں ایک ایسی ذہنیت بھی موجود ہے جس کی عمارت اسلام اور مسلمان دشمنی پر قائم ہے، یہ ذہنیت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری طاقت سے ابھر کر سامنے آچکی ہے، اس ذہنیت کے لوگ بے گناہ مسلم نوجوانوں اور علماء کو سازش کے تحت کو فرضی دہشت گرد بتا کر ان کی قیمتی زندگی سے کھلواڑ کر رہے ہیں، گویا پوری دنیا اسلام اور مسلمان دشمنی پر متحد ہوچکی ہے اور الکفر ملة واحدة کی تصدیق آنکھوں کے سامنے ہے، اسلام کے تئیں غلط فہمیاں پھیلا کر اس کی صورت کو مسخ کیا جارہا ہے، دہشت گردی سے رشتہ جوڑ کر امن عالم کے قیام کیلئے اسلام کے اصل موقف اور کردار کو نیست و نابود کیا جارہا ہے۔ عالمی تہذیب کو حیات نو بخشنے والے آج تہذیب کے دشمن بتائے جارہے ہیں، انسانی حقوق کا نعرہ بلند کرنے والے انسانیت کو غلامی سے آزادی دلانے والے، مساوات اور عدل کی آواز بلند کرنے والے حقوق نسواں کے پاسباں اور محافظ، آمریت ظلم، جبر و استبداد کے خلاف صف آرا مجاہد و جانباز مرد مومن اور علماء کرام آج مجسم دہشت گردی اور درندگی کی تصویر بنادیئے گئے ہیں۔

گویا دور حاضر میں اسلام اور اسکے ماننے والوں کے سامنے سب سے بڑا چیلنج اسلام کی اصل صورت کو مسخ کرنے کی کوشش ہے، دشمنان اسلام پوراز دور ہماری شبیہ کو بگاڑنے میں صرف کررہے ہیں اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم ان کی مدد کررہے ہیں گو عملی تعاون کا الزام کچھ خاص افراد یا جماعتوں تک محدود ہو لیکن خاموش تماشائی بن کر مدد پہنچانے کے الزام سے آج غالباً ملت اسلامیہ کا کوئی بھی فرد بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ اسلئے آج ہمارا سب سے بڑا فریضہ اسلام کی شبیہ کو مسخ ہونے سے بچانا ہے۔ اس کے لئے ہم کو دو کام کرنے ہونگے۔ ایک تو یہ کہ جن ذرائع ابلاغ کا استعمال کر کے ہمارے مذہب کے سلسلہ میں غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں اور مسلمانوں اور ان کے پڑوسیوں کے درمیان نفرت اور تعصب کی دیوار کھڑی کی جارہی ہے انھیں ذرائع ابلاغ کا استعمال کر کے ہمیں ان غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے اور نفرت اور تعصب کی دیوار کو گرانا ہے اس کے بغیر دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرا کام یہ ہے کہ اپنی عملی زندگی میں اپنے پڑوسیوں، خاص کر غیر مسلمان برادران وطن کے ساتھ روابط اور تعلقات کو اس طرح استوار کرنے کی کوشش کی جائے تا کہ فاصلے کم سے کم تر ہوں اور نفرت محبت سے بدل جائے۔ یہی اسلام کی اصل تعلیم اور روح ہے۔

اسلام نے اعلیٰ ترین عملی رواداری کا نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ سراسر الزام اور جھوٹ ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب و نظریات کے حاملین کو برداشت کرنے کے لئے قطعاً آمادہ نہیں ہے، اسلام کی تاریخ مذہبی رواداری اور دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ بہترین حسن سلوک کی روایتوں و نمونوں سے پُر ہے، یہ ٹھیک ہے کہ اسلام اپنے حق ہونے کا اعلان کرتا ہے، لیکن دوسرے نظریات و مذاہب کو زور زبردستی ختم کرنے کی قطعاً تعلیم نہیں دیتا ہے، بلکہ جیو اور جینے دو کیلئے ہر طور سے ماحول سازگار بناتا ہے، حتی کہ ہدایت و سچائی کے اظہار و وضاحت کے ساتھ باطل سے وابستگی کو بھی زور و زبردستی سے ختم کرنے کے خلاف ہے۔ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (سورۃ الکافرون) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔ دین اسلام کو روشن دلائل کے ساتھ پیش کر دینے کے باوجود یہ اعلان کرتا ہے کہ قبول دین اسلام میں کوئی زور و زبردستی نہیں ہے۔ لا إكراه في الدين (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۶) دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اسلام نے ایک اور بنیادی بات کی طرف توجہ دلائی ہے، وہ ہے تصور وحدت انسانیت فرمایا گیا کہ "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، حقیقتاً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے"۔(سورۃ الحجرات:13)

اس لئے انسانیت کے ناتے انسان چاہے دوسرے مذاہب و نظریات سے وابستہ ہی کیوں نہ ہو اس کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرنے میں کوئی امر رکاوٹ نہیں ہے۔ کسی بھی پر امن اور صحت مند معاشرے کیلئے عدل و انصاف بنیادی اہمیت رکھتا ہے، بیشتر بدامنیاں اور خوف و دہشت کا ماحول ظلم و زیادتی، غیر منصفانہ رویے کی پیداوار ہیں، اس کے پیش نظر اسلام نے بلا امتیاز مذہب و قوم ہر حال میں عدل و انصاف کو اپنانے پر انتہائی زور دیا ہے، چاہے اپنا کوئی خونی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، انصاف کے سلسلہ میں جانب داری کو سختی سے روکا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ "اے ایمان والو، انصاف پر قائم رہو، گواہی دو اللہ کی طرف کی، اگر چہ تمہارے اپنے خلاف (نقصان ہو تمہارا) یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ داروں عزیزوں کے خلاف ہو، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ خیر خواہ ہے اس لئے تم خواہش نفس کے پیچھے نہ چلو، انصاف کرنے میں اگر تم نے کج بیانی یا پہلوتہی کی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے پوری طرح واقف ہے۔"(سورۃ النساء:135) اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر کھڑے ہوجایا کرو، گواہی دینے کو، انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو، یہی بات تقویٰ سے زیادہ نزدیک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔(سورۃ المائدہ:8)

اسلامی نظریے سے تمام انسان بحیثیت انسان کے شرف و تکریم کے لائق ہیں وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (سورہ بنی اسرائیل:7) بلاشبہ ہم نے اولاد آدم کو مکرم اور معزز بنایا ہے، اس شرف و فضل میں مومن و کافر سب شریک ہیں، اس لئے کسی انسان کو جو اصلاً معزز ہے ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانا یا اس کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک اس کی تذلیل و تحقیر ہے، ایک صریح و صحیح روایت ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم چاہے جس مذہب کا ہو، اس کی فریاد اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتا ہے، انسانیت کے ناتے انسانوں میں تفریق تقاضائے انسانیت اور انصاف کے خلاف ہے، امام محمدؒ نے تحریر کیا ہے کہ جب مکہ میں قحط پڑا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے متاثرہ ضرورت مند افراد کی مدد کے لئے امدادی اشیاء بھیجی تھیں، (الشرح السیر الکبیر جلد اول ۱۴۴)

یہ اہل مکہ مسلمان نہیں تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی مدد کی، اپنے پڑوسی کا خیال رکھنے کی شرعاً تاکید کی، پڑوسی کیلئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، صرف پڑوسی ہونا کافی ہے، اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہنے والے غیر مسلم باشندوں کی، اسلام، مذہبی، معاشی، تجارتی تعلیمی آزادی کے ساتھ جان و مال کے تحفظ کی یقینی ضمانت فراہم کرتا ہے، ان کے جان و مال اور مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے معاملے میں شریعت اسلامی نے امتیاز نہیں برتا ہے، امام ابو یوسف نے تحریر کیا ہے کہ اسلامی حکومت کے شہری کو ستانا، باعث عذاب ہے۔ (کتاب الخراج ص ۱۲۵) معلوم ہوا کہ اسلام مکمل طور پر اپنوں اور غیروں کے ساتھ انصاف اور مکمل رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے، نفرت کی دیواریں منہدم کرتا ہے، بلند اخلاق، اخوت و محبت، دوستی اور بھائی چارگی کی فضا پیدا کرتا ہے، اور انھیں اوصاف کی بنیاد پر اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر سارے عالم میں پھیلا، اور پھیلتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

موجودہ حالات کا مقابلہ

مولانا محمد واضح حسنی ندوی

موجودہ حالات کا مقابلہ اور اصلاح کے لیے سنجیدہ، مثبت اور ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ حالیہ برسوں میں بعض حلقوں کی طرف سے بدگمانی، غلط فہمی، خوف و دہشت اور شک وشبہ کے ماحول کو ختم کرنے کے لے بین المذاہب مذاکرات کا دور شروع کیا گیا ہے، اس مہم کا مقصد، مسلمانوں کے تعلق سے جو منفی رائے قائم کی جارہی ہے، اس کا ازالہ کیا جائے، یہ ایک مثبت کوشش ہے، لیکن عالمی طاقتیں جانب دارانہ کارروائیاں کررہی ہیں، بلکہ موجودہ سپر پاور کی تمام تر کارروائیوں کا ہدف اسلام اور مسلمان ہیں جب کہ دنیا کے مختلف خطوں میں جو دہشت گرد اور انتہا پسند تنظیمیں اور ادارے پھیلے ہوئے ہیں ان سے سپر پاور نہ صرف یہ کہ صرف نظر کرتا ہے، بلکہ ان کی سرپرستی کرتا ہے، اسی طرح عالمی میڈیا اور ذرائع نشر و اشاعت مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت پیدا کرنے والا لٹریچر شائع کررہے ہیں، اور مسلم دشمنی پر مبنی کتابیں اور مضامین شائع کیے جارہے ہیں، اگر یہ معاندانہ رویہ ترک نہیں کیا گیا اور اس کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی تو اس سمت میں بظاہر مثبت دکھائی دینے والا قدم ایک سراب ثابت ہوگا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان باہمی اعتماد اور مفاہمت پیدا کرنے کے لیے کوششیں کی جائیں، اس سلسلے میں ادبا مفکرین، دانشور اور صحافی اور میڈیا سے وابستہ افراد اچھا رول ادا کرسکتے ہیں، اس کے لیے تعمیری و مثبت اور منصفانہ ذہنیت کے حامل میڈیا کی ضرورت ہے، اس سلسلے میں مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ مجرم گردانے جارہے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ علم وفن کے ذریعہ میڈیا کے ذریعہ اور جامع مذاکرات مثبت ڈائلاگ اور شخصی و انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ غلط فہمیوں کو دور کریں، اور اسلامی تعلیمات کی صحیح تصویر پیش کریں، اسی کے ساتھ ساتھ مخالفانہ و معاندانہ کارروائیوں پر ردعمل کے اظہار سے گریز کریں، اور اشتعال انگیزی کا جواب اشتعال انگیزی سے نہ دیں، کیونکہ یہ طریقہ حالات کو مزید ابتر بنادے گا، ان کو اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے اور غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے علمی، فنی، ثقافتی اور اجتماعی کوششیں کرنی چاہئیں اور مخالفانہ حلقوں تک رسائی اور تفہیم کے لیے مواقع تلاش کرنے چاہئیں۔

موجودہ صورت حال میں اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان ہوشمندی، دانشمندی اور صحیح فہم و فراست کا ثبوت دیتے ہوئے حالات کا جائزہ لیں، اور سازشوں اور خطرات سے باخبر رہیں، اور چیلنجوں اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے حکمت عملی پر مبنی مناسب اور صحیح حکمت عملی اپنائیں اور فکر و فن زبان و ادب، تہذیب و ثقافت اور تفریحی پروگراموں کے راستہ سے جو حملے ہورہے ہیں ان ہی ذرائع سے اس کا مقابلہ کیا جائے، کیونکہ مدافعت کی حکمت یہی ہے کہ وہ ہتھیار اختیار کیا جائے جو دشمن اختیار کرتا ہو فرمان الٰہی ہے:" وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ، وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ، وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (انفال:60) اور ان سے مقابلہ کے لیے جس قدر بھی تم سے ہوسکے سامان درست رکھو، قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جن کے ذریعہ سے تم اپنا رعب رکھتے ہو، اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی، کہ تم انہیں نہیں جانتے، اللہ انہیں جانتا ہے، اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے، وہ تمہیں پورا پورا دے گا، اور تمہارے لیے ذرا بھی کمی نہ ہوگی، اور وہ اگر صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف جھک جائیں، اور اللہ پر بھروسہ رکھئے، بے شک وہ خوب سننے والا ہے، خوب جاننے والا ہے)۔

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں ضروری ہے کہ ان ذرائع و وسائل نیز اس حکمت عملی سے واقفیت پیدا کی جائے جو دشمن اختیار کرتا ہے، مسلمانوں کی ناکامی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ موجودہ دور کے خطرات اور چیلنجز کے لیے ایسے وسائل اختیار کرتے ہیں جن کا زمانہ ختم ہوچکا ہے اور جو آؤٹ آف ڈیٹ ہوچکے ہیں، جب مسلمان نئے چیلنجوں اور خطرات کی حقیقت و نوعیت سے واقف ہو جائیں گے اور اس کے لیے صحیح اور مناسب وسائل اختیار کریں گے تو کامیاب و کامران ہوں گے اور تمام خطرات و چیلنجوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔

اخبارِ جہاں

محمد عادل فریدی

شمالی کوریا جوہری ہتھیار تیار کر رہا ہے، اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کی ایک غیر شائع شدہ رپورٹ کے مطابق شمالی کوریا نے سال 2023 میں جوہری ہتھیاروں کی تیاری اور جوہری انشقاقی مواد کی تیاری کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اور اقوام متحدہ کی طرف سے عائد ان پابندیوں سے بچتا رہا ہے جن کا مقصد پیونگ یانگ کے جوہری اور بیلسٹک میزائل پروگراموں کے لیے فنڈز کی حصولیابی کو روکنا ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی ایک کمیٹی کے لیے آزاد مشاہدین کی طرف سے تیار کردہ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے، "2022 میں سائبر چوری کی ریکارڈ سطح کے بعد، جس کا تخمینہ 1.7 بلین ڈالر ہے، شمالی کوریا کے ہیکروں نے مبینہ طور پر عالمی سطح پر سائبر کرپٹو کرنسی اور دیگر عالمی مالیاتی لین دین کو کامیابی سے نشانہ بنانے کا سلسلہ جاری رکھا۔" مشاہدین، جو ہر دو سال پر کونسل کو اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں، اس سے قبل شمالی کوریا پر سائبر حملوں کے ذریعے اپنے جوہری اور میزائل پروگراموں کے لیے فنڈ فراہم کرنے کے الزام لگا چکے ہیں۔ شمالی کوریا ہیکنگ اور دیگر سائبر حملوں کے ان الزامات کی تردید کرتا ہے۔ شمالی کوریا اپنے جوہری اور بیلسٹک میزائل پروگراموں کی وجہ سے 2006 سے ہی اقوام متحدہ کی پابندیوں کی زد میں ہے۔ گزشتہ برسوں میں ان پابندیوں کو متفقہ طور پر مستحکم کیا گیا ہے لیکن 15 رکنی یہ سلامتی کونسل اس معاملے میں اب تعطل کا شکار ہے کیونکہ چین اور روس پیونگ یانگ پر عائد پابندیوں کو نرم کرنے پر زور دیتے رہے ہیں۔ ان کی دلیل ہے کہ ایسا کر کے شمالی کوریا کو جوہری تخفیف کے لیے مذاکرات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

امریکہ: جنگل میں آگ سے درجنوں ہلاک، تقریباً ایک ہزار لاپتہ

امریکی ریاست ہوائی کے ماوئی جزیرے کے آس پاس واقع جنگلات میں لگنے والی آگ سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد اب 53 تک پہنچ گئی ہے، جبکہ تقریباً ایک ہزار افراد لاپتہ بتائے جا رہے ہیں۔ اب تک ہزاروں لوگوں کو بچایا بھی گیا ہے۔ ماوئی کاؤنٹی نے جمعہ کے روز اپنے ایک بیان میں کہا کہ آگ بجھانے کی کوششوں کے دوران ہی لاہائنا میں آگ کے شعلے جاری ہیں اور آج مزید 17 افراد کی ہلاکتوں کی تصدیق ہوئی ہے۔ اس طرح مرنے والوں کی مجموعی تعداد 53 ہو گئی ہے۔ حکام کا کہنا ہے کہ درجنوں افراد اس دوران بری طرح سے زخمی بھی ہوئے جب انہوں نے آگ کے شعلوں سے بچنے کے لیے بھاگنے کی کوشش کی اور 270 سے زائد عمارتیں جلنے سے مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔ امریکی صدر جو بائیڈن نے اس جنگل کی آگ کو ایک بڑی آفت قرار دیتے ہوئے تباہ شدہ جزیرے ماوئی کی تعمیر کے لیے وفاقی فنڈز کا وعدہ کیا۔ حکام نے بتایا کہ آگ کی وجہ سے مغربی ماوئی کے قصبے میں بہت سے تاریخی مقامات تباہ ہو گئے ہیں۔ نقصانات میں لاہائینہ کی تاریخی فرنٹ اسٹریٹ کے ساتھ والی عمارتیں اور برگد کا وہ بڑا درخت بھی شامل ہے جو 1873 میں بھارت سے درآمد کر کے جزیرے پر لگایا گیا تھا۔ حکام نے ابھی تک نقصان کا تخمینہ مکمل نہیں کیا ہے اور امدادی کارکن امریکی ریاست میں امدادی کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ قومی موسمیاتی خدمات کے مطابق سمندری طوفان ڈورا کو تیز ہوا کے لیے ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے جس نے شعلوں کو ہوا دی۔ (اے ایف پی، اے پی، روئٹرز)

امریکہ میں خودکشی کی شرح میں مزید اضافہ

امریکہ میں ذہنی مسائل کا بحران کم ہونے کا نام نہیں لے رہا بلکہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ صرف 2022 میں خودکشیوں کی شرح میں 2.6 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ عالمی میڈیا رپورٹس کے مطابق امریکی سینٹرز فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پریوینشن کے عہدیداروں نے 2022 کے ابتدائی اعداد و شمار جاری کرتے ہوئے بتایا کہ 2021 میں خودکشیوں میں مجموعی طور پر 5 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا تھا اور 2022 میں یہ شرح 2.6 فیصد مزید بڑھ گئی ہے۔ مجموعی طور پر گزشتہ سال 49,449 امریکیوں نے خودکشی میں اپنی جانیں گنوائیں جو کہ 2021 میں 48,183 اموات سے زیادہ ہیں۔ امریکی سرجن جنرل ڈاکٹر ویک مورتی نے سی ڈی سی کی ایک نیوز ریلیز میں کہا کہ یہ اعداد و شمار امریکہ میں ذہنی صحت کے تباہ کن بحران کی گہرائیوں کو واضح کرتے ہیں۔ ذہنی مسائل ہمارے وقت کی صحت عامہ اور سماج کا چیلنج بن چکے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

جو بائیڈن نے امریکیوں کی رہائی کے بدلے ایران کے 6 ارب ڈالر فنڈز بحال کیے

امریکہ میں اپوزیشن پارٹی ریپبلکنز نے کہا ہے کہ تہران میں قید 5 امریکیوں کی رہائی کے بدلے ایران کے 6 بلین ڈالرز کے فنڈز غیر منجمد کرنا جو بائیڈن انتظامیہ کی بزدلی ہے۔ امریکی نشریاتی ادارے کے مطابق وائٹ ہاؤس کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ ایران میں قید 5 امریکیوں کی جیل سے رہائی حوصلہ افزا ہے اور اب ان کی امریکہ واپسی کی امید کی جا سکتی ہے۔ امریکی قومی سلامتی کے ترجمان نے کہا کہ امریکی قیدیوں کی واپسی تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ان امریکی شہریوں کو بلا جواز گرفتار کیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ ایران نے 5 امریکیوں کو جیل سے رہا کر کے گھر میں نظر بند کر دیا ہے اور خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ پانچوں کی امریکہ واپسی فنڈز کی بحالی سے مشروط ہے۔ وائٹ ہاؤس کی جانب سے جاری بیان میں یہ نہیں بتایا گیا کہ امریکیوں کی رہائی کس معاہدے کے تحت کی گئی ہے تاہم اپوزیشن جماعت ریپبلکنز نے الزام عائد کیا ہے کہ اس کے لیے جو بائیڈن نے ایران کو 6 بلین ڈالر کا تاوان ادا کیا ہے۔ ادھر رائٹرز کو ایک باخبر ذریعہ نے نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ جنوبی کوریا میں ایرانی فنڈز کے 6 ارب ڈالر غیر منجمد کرنے کے بعد ایران امریکیوں کو ملک چھوڑنے کی اجازت دے گا۔ رائٹرز کو مزید بتایا گیا کہ اس وقت امریکا اور ایران کے درمیان منجمد فنڈز کی تہران منتقلی سے متعلق معمولی تکنیکی مسائل پر بات کر رہے ہیں اور جیسے ہی کوئی معاہدہ طے پائے گا امریکی قیدیوں کو ایران سے واپس بھیج دیا جائے گا۔ عالمی میڈیا نے دعویٰ کیا کہ یہ معاہدہ آخری مراحل میں ہے اور آئندہ ماہ معاہدہ طے پا جائے گا۔ (نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

نوجوانوں کے لیے محکمہ ڈاک میں تیس ہزار نوکریوں کا موقع

10 ویں پاس امیدواروں کے پاس سرکاری نوکری حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ محکمہ ڈاک نے بھرپور اسامیاں نکالی ہیں۔ امیدواروں کا انتخاب مطلوبہ اہلیت کے نمبروں کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ ان ملازمتوں کے لیے امیدواروں کو کوئی امتحان بھی نہیں دینا پڑے گا۔ محکمہ ڈاک نے 30041 نوکریوں کے لیے باضابطہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ انڈیا پوسٹ جی ڈی ایس بھرتی 2023 کے لیے درخواستیں 3 اگست سے ہی شروع ہو گئی ہیں۔ ان آسامیوں کے لیے 23 اگست تک درخواستیں دی جا سکتی ہیں۔ فارم میں اصلاح کا موقع 24 سے 26 اگست تک دیا جائے گا۔ یہ نوکریاں 10 ویں پاس امیدواروں کے لیے سامنے آئی ہیں۔ ان آسامیوں کے لیے 18 سے 40 سال کی عمر کے امیدوار درخواست دے سکتے ہیں۔ حکومتی قوانین کے مطابق عمر میں چھوٹ دی جائے گی۔ انڈیا پوسٹ جی ڈی ایس ریکروٹمنٹ 2023 کے لیے درخواست دینے والے امیدواروں کا انتخاب میرٹ کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ میرٹ لسٹ امیدواروں کی تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر بنائی جائے گی۔ امیدواروں کو ملنے والی تنخواہ حسب اس طرح ہوگی: بی ایم پی (برانچ پوسٹ ماسٹر) زمرے کے امیدواروں کو 12 ہزار سے -/29,380 تک ٹی آر سی اے سلیب ملے گا، اے بی پی ایم (اسسٹنٹ برانچ پوسٹ ماسٹر) / جی ڈی ایس کیٹگری کے امیدواروں کو 10 ہزار سے 24,470 تک ملیں گے۔ پوسٹ آفس بھرتی 2023 کے لیے درخواست کے عمل کو مکمل کرنے کے لیے، دلچسپی رکھنے والے امیدواروں کو درخواست کی معمولی فیس ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ عام امیدواروں کے لیے درخواست کی فیس 100 روپے ہے۔ خواتین ST/SC، PwD، اور Transwomen امیدواروں کے لیے کوئی درخواست فیس نہیں ہے۔ وہ امیدوار جو گرامین ڈاک سیوک (GDS) کے عہدہ کے لیے درخواست دینا چاہتے ہیں، انہیں کسی بھی تسلیم شدہ بورڈ سے انگریزی اور ریاضی کے مضامین کے ساتھ 10 ویں جماعت پاس کرنا ضروری ہے۔ امیدوار کو مقامی زبان کا علم ہونا ضروری ہے۔ جی ڈی ایس کے عہدے کے لیے درخواست دینے کے لیے امیدواروں کے پاس ریاستی حکومت/مرکزی حکومت/بورڈ/تنظیم/پرائیویٹ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے چلائے جانے والے کسی بھی کمپیوٹر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ سے 60 دن کی مدت کا اصل کمپیوٹر ٹریننگ سرٹیفکیٹ ہونا ضروری ہے یہ دستاویزات درکار ہیں، تصویر کی اسکین شدہ کاپی، دستخط کی اسکین کاپی، 10 ویں کلاس کی مارک شیٹ، تاریخ پیدائش کا سرٹیفکیٹ، ذات کا سرٹیفکیٹ (اگر قابل اطلاق ہو)، کمپیوٹر سرٹیفکیٹ، جسمانی طور پر معذور سرٹیفکیٹ (اگر قابل اطلاق ہو)۔

مصنوعی ذہانت بمقابلہ فطری ذہانت؛ کون کس کو زیر کرے گا؟

"اے آئی" (آرٹیفیشیل انٹلی جنس) کا میدان کافی وسیع ہے، ہارڈ ویئر ہو یا سافٹ ویئر، یہ ہر شعبے کا اہم حصہ بن رہا ہے۔ فی الحال دُنیا بھر میں بحث جاری ہے کہ اس کی غیر معمولی پیش رفت سے انسان فائدہ میں رہے گا یا نقصان میں۔ ہم ایسے دور میں سانس لے رہے ہیں جس میں مصنوعی ذہانت کافی طاقتور ہو چکی ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ مستقبل میں اس کے مزید طاقتور ہونے کا امکان ہے۔ اقوام متحدہ میں مصنوعی ذہانت (اے آئی) پر ہونے والی بحث ہو، ہالی ووڈ احتجاج ہو، یا دنیا بھر میں تیزی سے مقبول ہونے والے چیٹ بوٹس (چیٹ کرنے والے روبوٹس) اے آئی سے اب بھی واقف ہیں۔ بطور طالب علم آپ اس کے بارے میں ضرور جانتے ہوں گے؛ اے آئی کے بارے میں ۱۷ ویں صدی کی ابتداء ہی میں غور و خوض کیا جانے لگا تھا۔ اس ٹکنالوجی نے آہستہ آہستہ کافی ترقی کی ہے۔ تاہم، اس میدان میں پیش رفتیں ۲۰ ویں صدی کے اواخر اور ۲۱ ویں صدی کے اوائل میں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج مصنوعی ذہانت اس حد تک مستحکم ہو گئی ہے کہ انسانوں کو اس سے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔ بعض اے آئی سافٹ ویئر ایسے ہیں کہ وہ کسی بھی موضوع پر محض چند سیکنڈ میں دنیا بھر کی معلومات آپ کے سامنے لے آئینگے، یہ چیٹ بوٹ فلم کی اسکرپٹ لکھ سکتے ہیں، مضامین تحریر کر سکتے ہیں، خبریں لکھ سکتے ہیں، کمپیوٹر کا کوڈ لکھ سکتے ہیں، نیا سافٹ ویئر بنا سکتے ہیں، آن لائن آرڈر دے اور لے سکتے ہیں، خرید و فروخت کر سکتے ہیں، غرضیکہ ان میں ہر چھوٹا بڑا کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے۔ یہی نہیں یہ متبادلات بھی پیش کرتے ہیں۔ مثلاً آپ انہیں "گوگل ضروری کیوں ہے؟" پر مضمون لکھنے کیلئے کہیں گے تو وہ اسی عنوان پر ۶/۷ مضمون لکھ سکتا ہے، جس میں آپ اپنی پسند اور مانگ کے مطابق تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔ یہی نہیں اے آئی اس حد تک طاقتور ہو گیا ہے کہ وہ ایک کمرے میں رکھی ہوئی مختلف اشیاء کے نام بالکل درست بتا سکتا ہے۔ ٹیسلا کمپنی کی کاروں میں لگا اے آئی اتنا طاقتور ہے کہ وہ بغیر ڈرائیور کے گاڑی چلا سکتا ہے۔ متعدد مالز اور ریستوراں میں اب روبوٹ صاف صفائی کا کام انجام دینے لگے ہیں۔ انہیں سیکوریٹی کے طور پر بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ آپ کا موبائل فون ہی اس قدر طاقتور ہو گیا ہے کہ بیشتر معاملات میں آپ کو فون کا اسکرین دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف اسے حکم دینا ہے، اس میں موجود اسسٹنٹ (مصنوعی ذہانت) آپ کے تمام کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ آپ کے پیغامات پڑھ بھی سکتا ہے اور آپ کے حکم پر اسے مطلوبہ شخص کو بھیج بھی سکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے میدان میں ترقی کیا اس ٹکنالوجی کا اختتام ہے؟ جی نہیں! اس کی ترقی تو ابھی شروع ہوئی ہے، مستقبل میں اس کے مزید طاقتور ہونے کے امکانات ہیں۔ کیا آپ نے کبھی سوچا تھا کہ ماضی میں مشہور مصوروں کی خراب یا ضائع ہو جانے والی تصویروں کو بحال کرنا ممکن ہوگا؟ اے آئی انہیں دوبارہ بنانے اور مزید بہتر کر کے پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ "نائٹ واچ" پینٹنگ اس کی تازہ مثال ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ آئندہ چند عشروں میں انسان اور اے آئی ساتھ ساتھ رہیں گے۔ خیال رہے کہ اے آئی لاکھوں ملازمتیں پیدا کریگا جبکہ اس کے ذریعے لاکھوں ملازمتیں ختم بھی ہو جائینگی۔ تاہم، مستقبل میں اس میدان میں کریئر کے اہم مواقع ہوں گے۔ یہ ہر شعبے میں استعمال ہوگا اور متعدد شعبوں کا انوٹ حصہ بن جائے گا۔ اس میں مسلسل ترقی ہوگی اور یہ مزید ایڈوانس ورژن کی جانب بڑھے گا۔

مصنوعی ذہانت کی پیشین گوئی: ۲۰۳۰ء کی دنیا کے بارے میں اے آئی نے چند دلچسپ انکشافات کیے ہیں۔ مثلاً دنیا کی بااثر شخصیات نے ایک سوسائٹی بنائی ہے جس میں اے آئی انسانی ذہانت سے زیادہ ذہین ہو چکا ہے۔ یہ افراد دنیا میں ہونے والے اہم اور بڑے واقعات پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اے آئی کا کہنا ہے کہ ۲۰۳۰ء میں دعویٰ کیا جائے گا کہ انسان مریخ پر قدم رکھ چکا ہے۔ معدوم ہو جانے والے جانوروں پر تحقیقات جاری ہیں، اے آئی نے امید ظاہر کی ہے کہ ۷؟ سال بعد یہ جانور روئے زمین کا حصہ ہوں گے۔ (**شہباز خان ممبئی**)

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

قاضی ارشدعلی رحمانی صاحب کے والد جناب محمد حسین صاحب کے انتقال پر حضرت امیر شریعت کا اظہار غم

مولانا محمد ارشدعلی رحمانی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی کے والد جناب محمد حسین صاحب للیجہ، ضلع سہرسہ کے انتقال پر امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جناب محمد حسین صاحب کے سانحہ ارتحال کی خبر سن کر بڑا ہی افسوس اور دل کو صدمہ پہنچا، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم بڑے ہی خلیق، حلیم الطبع، منکسر المزاج، متقی و پرہیزگار، نیک سیرت، صوم وصلوۃ کے پابند، اور بہت ساری خوبیوں کے حامل انسان تھے، حضرت امیر شریعت رابع مولانا محمد منت اللہ رحمانی نوراللہ مرقدہ اور حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نوراللہ مرقدہ کے صحبت وفیض یافتہ تھے۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باضابطہ بیعت تھے اور پابندی سے خانقاہ تشریف لایا کرتے تھے۔ مرحوم بڑے علماء نواز تھے، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، اور خانقاہ رحمانی مونگیر کے اکابر سے بڑا گہرا تعلق تھا، مرحوم مدرسہ نظامیہ اشرف المدارس للیجہ ضلع سہرسہ کے نائب صدر بھی تھے۔ امارت شرعیہ کے نقیب بھی تھے اور امارت شرعیہ کے کاموں میں بڑی معاونت کرتے تھے۔ علاقہ کے باثر اور اہل الرائے لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا، سماجی خدمت کا جذبہ ان میں بہت زیادہ تھا اور مختلف ذرائع سے انہوں نے بڑی سماجی خدمات انجام دیں، اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے حسنات کو قبول، اور درجات کو بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے، اور مولانا محمد ارشدعلی رحمانی قاضی شریعت مہدولی اور ان کے دیگر برادران، وجملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین

خیال رہے کہ جناب محمد حسین صاحب مرکزی دفتر امارت شرعیہ کا انتقال مورخہ 6 اگست 2023 روز اتوار کی صبح دربھنگہ میں دوران علاج ہوا، وہ کچھ دنوں سے علیل تھے اور دربھنگہ میں زیر علاج تھے، ان کی عمر اسی سال کے قریب تھے، وہ مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب کے بڑے ماموں اور مولانا صابر حسین قاسمی کارکن امارت شرعیہ کے بڑے چچا تھے۔ مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ کے رشتے میں پھوپھا تھے۔ انہوں نے مدرسہ رحمانیہ سوپول سے تعلیم حاصل کی تھی اور مولانا قاسم مظفرپوری رحمۃ اللہ علیہ قاضی شریعت امارت شرعیہ کے خصوصی شاگردوں میں تھے۔ پسماندگان میں قاضی ارشد علی رحمانی سمیت چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ ان کے انتقال پر حضرت امیر شریعت کے علاوہ امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران وکارکنان نے بھی اظہار تعزیت کیا ہے اور مرحوم کے لیے مغفرت و بلندی درجات نیز پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب کی قیادت میں ایک وفد نے مرحوم کے جنازہ میں شرکت کی اور پسماندگان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کی۔ اس وفد میں مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا طارق انور رحمانی، مولانا محمد صابر حسین قاسمی، مولانا ثاقب انور رحمانی اور مولانا محمد فضل اللہ رحمانی شامل تھے۔

مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے جنازہ کی نماز سے قبل اپنے خطاب میں فرمایا کہ عوام وخواص میں مقبولیت ہر کسی فرد کو نہیں ملتی اس کے لیے عند اللہ مقبول ہونا پڑتا ہے اور اپنے اخلاق کریمانہ سے ہر کس وناکس کے دلوں کو جیتنا پڑتا ہے اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے، ایسی ہی شخصیت ہمارے بڑے ماموں جناب محمد حسین صاحب رحمہ اللہ کی تھی، وہ بڑے عابد وزاہد اور متقی وپرہیزگار تھے انہوں نے بچپن سے کبار علماء اور اہل اللہ کی صحبت پائی امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی سے فیضیاب ہوئے امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمہ اللہ سے بیعت وارشاد کی نسبت پائی، مدرسہ رحمانیہ سوپول میں اس وقت کے اکابر علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور جلالین تک تعلیم حاصل کیا حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری اور مولانا محمد عثمان گرولوی جیسے اہل اللہ سے فیض یاب ہوئے، انہوں نے مرحوم سے اپنی گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مرحوم میرے بڑے ماموں تھے لیکن میرے والد سے زیادہ مشفق اور میرے پہلے مربی تھے، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مرحوم نے اپنے وارثین میں بہترین حافظ اور عالم تیار کیا ہے جو ان کی مغفرت کا ذریعہ بنیں گے، انہوں نے حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی طرف سے تعزیتی پیغام بھی سنایا اور امیر شریعت، نائب امیر شریعت، قائم مقام ناظم، مفتی امارت شرعیہ اور دیگر قضاۃ کرام کی طرف سے مرحوم کے وارثین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کیا۔

امارت شرعیہ کے نائب قاضی شریعت مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے بھی شدید رنج وغم کا اظہار فرماتے ہوئے مرحوم کے حق میں مغفرت کی دعا کی اور انہوں نے فرمایا کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے یہ بہت کافی ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند کو لائق وفائق عالم دین بنایا ہے یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام کریں گے موصوف نے مرحوم کے وارثین مظفر حسین، حافظ احمد حسین، مفتی ارشدعلی رحمانی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ اور انجینئر اطہر حسین کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا آپ لوگ صبر واستقامت کے ساتھ مل جل کر زندگی گزاریں۔

واضح رہے کہ امارت شرعیہ سے حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر ایک وفد مفتی انظار عالم قاسمی کی قیادت میں آیا مرحوم کے جنازہ کی نماز ان کے فرزند ارجمند دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ کے قاضی شریعت مفتی ارشدعلی رحمانی صاحب نے پڑھائی۔ جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی ان میں قاضی شریعت مولانا اظہار الحق قاسمی مولانا محمد یوسف قاسمی مولانا محمد طیب قاسمی مفتی منت اللہ قاسمی مولانا محفوظ رحمانی مدرسہ فضل رحمانی کے اساتذہ مولانا محب الحق قاسمی مولانا محمد اعجاز قاسمی مولانا عبد الصمد رحمانی مولانا محمد اختر قاسمی مولانا محمد اشرف علی قاسمی، نجم الہدی رحمانی، محمد سیف اللہ، دربھنگہ سے مفتی نظر الباری ندوی ایڈووکیٹ ممتاز عالم ایڈووکیٹ حافظ ضیاء اللہ شعیب عالم مولانا محمد نوشاد عالم اشاعتی انجینئر مصطفی کریم اعظمی مولانا محمد عقیل صاحب محمد حیات اللہ ماسٹر عقیل احمد، نور الہدی، ماسٹر قطب الدین، ماسٹر سعید احمد، عبد السلام، ماسٹر رضا حسین، ڈاکٹر بشر، قاری اظہار عالم بطور خاص شریک رہے۔

امارت شرعیہ کی دو گروپ کے درمیان صلح کی کوشش

امارت شرعیہ کی ٹیم دو گروپ کے درمیان ہوئے مار پیٹ کے صلح کی کوشش کے لیے راجو دربھنگہ پہونچی جہاں دسویں محرم کے دن راجو انصاری محلہ، بلاک سنگھوارہ میں دو مسلم برادری کے درمیان تعزیہ کے کھیل کے دوران آپسی جھڑپ ہوگئی تھی، جس میں ٹھکن انصاری صاحب کو بھیڑ نے لاٹھی سے مارا پیٹا، زخمی شخص کے علاج کے لیے انہیں دربھنگہ لے جایا گیا، وہاں سے بہتر علاج کے لیے پٹنہ لے جایا گیا، علاج کے دوران ہی ان کی موت ہوگئی، مقتول کے اہل خانہ کی طرف سے ایف آئی آر میں بارہ لوگوں کے خلاف مقدمہ درج ہوگیا ہے، کچھ بے قصور کا بھی نام شامل ہوگیا، کچھ کی گرفتاری بھی ہوچکی ہے۔ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی ہدایت پر دار القضاء اور تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ داران پر مشتمل ایک ٹیم مرحوم کی تعزیت اور معاملہ کی صلح کے لئے راجو انصاری محلہ پہونچی، بعد نماز عصر تا مغرب مقامی لوگوں سے بات چیت ہوئی، گفت وشنید کے بعد یہ طے پایا کہ معاملہ کو بذریعہ صلح حل کرلیا جائے، آپسی مشورہ کے لیے فریق اول نے کچھ وقت طلب کیا ہے، امارت شرعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ بیوہ خاتون اور ان کے بچوں کی کفالت کے لیے بیت المال سے وظیفہ کا نظم کیا جائیگا۔ واضح رہے کہ مرحوم کے وارثین میں بیوی، چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، انہیں امداد کی سخت ضرورت ہے، کمزور اور غریب گھرانہ ہے، مرحوم مزدوری کر کے گھر کا نظام چلاتے تھے۔ اس پہل پر لوگوں نے امارت شرعیہ کا شکریہ ادا کیا، ٹیم میں مولانا محمد اخلاق قاسمی قاضی دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھروارہ، جناب مولانا احمد سعید قاسمی صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ راجو پنچایت، جناب مولانا سہیل احمد قاسمی صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ بھروارہ پنچایت، جناب مولانا صدر الحق قاسمی صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ برہمپور مشرقی پنچایت، جناب مولانا عبد القادر صاحب سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ سنگھوارہ بلاک، جناب قاری صوفی جاوید باری صاحب امام جامع مسجد راجو، مولانا محمد امان اللہ مظاہری صاحب ناظم جامعۃ العابدات للبنات انکھولی، بیل پکونہ مظفرپور اور دیگر حضرات شریک رہے، اخیر میں حضرت مولانا احمد سعید قاسمی صاحب کی پر مغز دعا پر بحسن وخوبی مجلس کا اختتام ہوا۔

دعاء مغفرت

مورخہ ۱۱؍اگست ۲۰۲۳ء روز جمعہ کی شب ساڑھے آٹھ بجے دار القضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مولانا محمد انور قاسمی صاحب کی بڑی پھوپھی کا انتقال ہوگیا ہے، اسی طرح ۱۱؍اگست کو ہی شب سات بج کر چالیس منٹ پر مولانا مفتی مجیب الرحمن قاسمی معاون قاضی شریعت مرکزی دار القضاء کی ممانی، گنڈا کے بڑے عالم دین مولانا نجم الدین صاحب کی اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔ دونوں خواتین دین دار، صوم وصلوۃ کی پابند اور مہمان نواز تھیں۔ ادارہ نقیب مولانا قاضی محمد انور قاسمی، مولانا مجیب الرحمن قاسمی نیز دونوں مرحومہ خواتین کے اہل خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے اور مرحومہ کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرتا ہے، قارئین سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

تین قوانین میں ترمیم کے ساتھ بغاوت کی سزا بڑھائی گئی

مرکزی حکومت نے جمعہ کو لوک سبھا میں انڈین پینل کوڈ، کوڈ آف کریمنل پروسیجر اور انڈین ایویڈینس ایکٹ میں اصلاحات کے لیے تین بل پیش کیے ہیں۔ یہ تینوں قوانین ملک میں انگریزوں کے دور سے نافذ ہیں۔ اس دوران مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے کہا کہ حکومت کا مقصد انصاف کو یقینی بنانا ہے، سزا دینا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جن قوانین کو منسوخ کیا جائے گا ان کا فوکس برطانوی انتظامیہ کو تحفظ اور مضبوط بنانا تھا۔ ان قوانین کا خیال سزا دینا تھا، انصاف دینا نہیں۔ اب تینوں نئے قوانین ہندوستانی شہریوں کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ انہوں نے کہا، انڈین جسٹس کوڈ 2023، انڈین سول ڈیفنس کوڈ 2023 اور انڈین ایویڈینس بل 2023 کو مزید جانچ کے لیے پارلیمانی پینل کو بھیجا جائے گا۔ امیت شاہ نے کہا کہ نئے قانون میں ہمارا مقصد سزا دینا نہیں بلکہ انصاف فراہم کرنا ہے۔ بل کے مطابق نئے قوانین کے ذریعے مجموعی طور پر 313 تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ حکومت نے فوجداری نظام انصاف میں مکمل تبدیلی کی ہے۔ ایسی دفعہ جہاں سزا 7 سال سے زیادہ ہے۔ غداری کی سزا میں تبدیلی کی گئی ہے، نئے بل میں بغاوت کا نام ہٹا دیا گیا ہے، سیکشن 150 کے تحت کی دفعات کو کچھ تبدیلیوں کے ساتھ برقرار رکھا گیا ہے۔ مجوزہ دفعہ 150 میں بغاوت پر عمر قید یا تین سال تک قید کی سزا دی جاسکتی ہے، 2027 سے پہلے ملک کی تمام عدالتیں کمپیوٹرائزڈ ہوجائیں گی، اگر کوئی شخص گرفتار ہوتا ہے تو فوری طور پر اس کے گھر والوں کو آگاہ کیا جائے گا، اس کے لیے ایسے پولیس افسر کا تقرر کیا جائے گا، 3 سال تک کی سزا پانے والے سیکشنز کا سمری ٹرائل ہوگا۔ جس کی وجہ سے کیس کی سماعت اور فیصلہ جلد آئے گا، جج کو فرد جرم عائد ہونے کے 30 دن کے اندر اپنا فیصلہ سنانا ہوگا، اگر سرکاری ملازم کے خلاف کوئی مقدمہ درج ہو تو 120 دن کے اندر کیس چلانے کی اجازت دینا ضروری ہے، منظم جرائم میں سخت سزا کا انتظام کیا گیا ہے؛ سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کیا جاسکتا ہے، لیکن مکمل بری کرنا آسان نہیں ہوگا، بغاوت کو مکمل طور پر ختم کیا جارہا ہے، 3 سال میں سب کو انصاف ملیگا، مجوزہ نئے آئی پی سی کے حصے؛ 145: حکومت ہند کے خلاف جنگ چھیڑنے کی کوشش کرنا یا جنگ پر اکسانا۔ یہ موجودہ دفعہ 121 سے ملتا جلتا ہے۔ 146: جنگ چھیڑنے کی سازش۔ یہ موجودہ دفعہ 121A سے ملتا جلتا ہے۔ 147: حکومت ہند کے خلاف جنگ چھیڑنے کے ارادے سے اسلحہ وغیرہ جمع کرنا۔ یہ اس وقت سیکشن 122 کی طرح ہے۔ غداری کا قانون ختم ہو جائے گا۔ اس کے بجائے اب سیکشن 150 کے تحت چارجز لگائے جائیں گے۔ دفعہ 150 کہتی ہے "جو بھی، الفاظ کے ذریعے یا بولے یا تحریری طور پر یا اشاروں کے ذریعے یا مرئی نمائندگی کے ذریعے یا الیکٹرانک مواصلات کے ذریعے یا مالی ذرائع کے ذریعے یا دوسری صورت میں، علیحدگی یا مسلح بغاوت یا تخریبی سرگرمیوں کو اکسانے یا بھڑکانے کی کوشش کرتا ہے یا علیحدگی پسند سرگرمیوں کے جذبات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے یا خودمختاری کو خطرے میں ڈالتا ہے، یا ہندوستان کی یکجہتی اور سالمیت یا ایسے کسی کام میں ملوث یا کرتا ہے، اسے عمر قید یا قید کی سزا دی جائے گی جو سات سال تک ہوسکتی ہے اور جرمانہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ حکومت کے خلاف عدم اطمینان کو بھڑکانا یا بھڑکانے کی کوشش سے بدل دیا گیا ہے، سزا میں بھی تبدیلی کی گئی ہے۔ غداری کی سزا عمر قید یا تین سال تک قید تھی۔ جسے عمر قید/7 سال قید میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

مودی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد حسب توقع ناکام

جاوید اختر، نئی دھلی

بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت والی نریندر مودی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر تین روز تک چلنے والی بحث مکمل ہونے کے بعد ایوان زیریں، لوک سبھا، میں اراکین نے صوتی ووٹ دیا اور اسپیکر اوم برلا نے تحریک کے ناکام ہو جانے کا اعلان کر دیا۔ ووٹنگ سے قبل ہی اپوزیشن کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے تھے۔

اپنے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر ووٹنگ سے پہلے وزیر اعظم مودی نے دو گھنٹے 20 منٹ کی زوردار تقریر کرتے ہوئے اپنی حکومت کا دفاع کیا اور اپوزیشن پر سخت حملے کیے۔ انہوں نے تاہم ابتدائی ایک گھنٹے 40 منٹ کی تقریر کے دوران منی پور کا نام ایک بار بھی نہیں لیا اور بعد میں اس موضوع پر صرف دس منٹ بات کی۔ انہوں نے اپوزیشن کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا کہ ان میں سننے کا صبر نہیں یہ لوگ اول فول بول کر بھاگ جاتے ہیں، کوڑا پھینکیں گے اور بھاگ جائیں گے، جھوٹ کا پراپیگنڈا کریں گے اور بھاگ جائیں گے، یہ ان کا کھیل ہے اور ملک ان سے اس سے زیادہ کی توقع نہیں رکھتا۔

لیکن اپوزیشن کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم مودی نے اصل مسئلے یعنی منی پور کی تشویش ناک صورت حال پر کوئی ٹھوس بات نہیں کہی اور ان کی تقریر کسی انتخابی ریلی میں کی جانے والی محسوس ہو رہی تھی۔ مودی نے اپنی تقریر میں پاکستان کا بھی ذکر کیا۔

مودی نے پاکستان کے بارے میں کیا کہا؟ نریندر مودی نے تحریک عدم اعتماد پر اپنی تقریر کے دوران اپوزیشن کانگریس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "انھیں پاکستان سے اتنی محبت تھی کہ فوراً اس کی باتوں پر یقین کر لیتے تھے۔ پاکستان کہتا تھا دہشت گردی کے حملے ہوتے رہیں گے اور بات چیت بھی ہوتی رہے گی، یہ کہتے تھے کہ پاکستان کہہ رہا ہے تو صحیح کہتا ہوگا۔ یہ ان کی سوچ رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ کانگریس کو کشمیر کے لوگوں پر نہیں حریت پر یقین تھا۔ یہ ان پر یقین کرتے تھے جو پاکستان کا جھنڈا لے کر چلتے تھے۔ مودی نے کہا کہ بھارت نے ایئر سٹرائیک کیا، ان کو بھارتی فوج پر یقین نہیں تھا، ان کو دشمن کے دعوؤں پر بھروسہ تھا۔ آج دنیا میں کوئی بھی انڈیا کو بُرا بولتا ہے تو انھیں اس پر فوراً یقین ہو جاتا ہے۔

بھارتی وزیر اعظم نے کانگریس پر مزید حملہ کرتے ہوئے کہا ''بھوک کا سامنا کرنے والا ملک بھارت سے بہتر ہے، ایسی جھوٹی بات آئے گی وہ بھی پکڑ لیتے اور بھارت میں پھیلانا شروع کر دیتے۔ پریس کانفرنس کر دیتے ہیں، بھارت کو بدنام کرنے میں انھیں کیا مزہ آتا ہے؟ یہ کانگریس کی فطرت رہی ہے۔''

مودی نے اور کیا کہا؟ حزب اختلاف کی 26 جماعتوں کے اتحاد "انڈین نیشنل ڈیولپمنٹل انکلیوسیو الائنس (INDIA) نے ریاست منی پور میں نسلی فسادات سمیت دیگر وجوہات کی وجہ سے وزیر اعظم کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد لوک سبھا میں جمع کرائی تھی۔ اپوزیشن جماعتیں تین مئی کو منی پور میں شروع ہونے والے نسلی تشدد، جس نے خانہ جنگی کی صورت اختیار کر لی ہے، پر پارلیمان میں تفصیلی بیان کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ لیکن وزیر اعظم مودی نے پارلیمان کا رواں اجلاس شروع ہونے سے قبل ایوان کے باہر اس معاملے پر رسمی طور پر صرف 36 سیکنڈ کا ایک بیان دیا تھا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ منی پور میں خواتین کے ساتھ سنگین جرائم ہوئے ہیں جو نا قابلِ معافی ہیں۔ مرکزی اور ریاستی حکومت قصورواروں کو سزا دلانے کی پوری کوشش کر رہی ہیں۔ انہوں نے منی پور کی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ملک آپ کے ساتھ ہے، یہ ایوان آپ کے ساتھ ہے، ہم سب مل کر اس چیلنج کا سامنا کریں گے اور مسئلے کو حل کریں گے۔

نریندر مودی نے کانگریس کے سینئر رکن راہل گاندھی کی تقریر پر افسوس کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایوان میں ''بھارت ماتا'' کے بارے میں جو کہا گیا اس نے ہر شہری کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔

واضح رہے کہ راہل گاندھی نے بدھ کو ایوان میں کہا تھا کہ بی جے پی نے منی پور میں ''بھارت ماتا'' کو قتل کیا ہے۔ خیال رہے کہ منی پور میں جاری نسلی تشدد میں اب تک 170 سے زائد افراد ہلاک اور سینکڑوں دیگر زخمی ہوئے ہیں جب کہ 60000 سے زائد افراد پناہ گزین کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ ہزاروں مکانات کو جلا دیا گیا ہے۔ وہاں حکومتی فورسز ریاست کی منی پور پولیس اور مرکزی نیم فوجی دستے آسام رائفلز میں بھی بعض امور پر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے امن و قانون کی بحالی متاثر ہو رہی ہے۔

وزیر اعظم مودی نے پارلیمان کا رواں اجلاس شروع ہونے سے قبل ایوان کے باہر منی پور معاملے پر رسمی طور پر صرف 36 سیکنڈ کا ایک بیان دیا تھا۔

اپوزیشن کو مودی کا چیلنج: یہ دوسرا موقع تھا جب مودی حکومت کو تحریک عدم اعتماد کا سامنا کرنا پڑا۔ نریندر مودی کا کہنا تھا کہ اپوزیشن نے 2018 میں بھی تحریک عدم اعتماد پیش کی تھی اور اس کے بعد بی جے پی کی قیادت والی این ڈی اے حکومت پھر اکثریت میں آئی تھی، اب جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کے بعد پھر ہماری حکومت قائم ہوگی۔ نریندر مودی کے بقول "جب بھی ان کی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد لائی گئی ہے وہ ان کے حق میں اچھا شگون ثابت ہوئی ہے، اپوزیشن کو ان پر اعتماد نہیں ہے لیکن عوام کو ان پر اعتماد ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اپوزیشن 2028 میں بھی ان کی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد لائے گی اور اس وقت بھارت دنیا کی تیسری بڑی معیشت بن چکا ہوگا۔'' اپوزیشن کا تاہم کہنا تھا کہ وزیر اعظم کی منی پور کے حالات پر خاموشی نے اسے تحریکِ عدم اعتماد پیش کرنے پر مجبور کیا اور ان کو بہر حال ایوان میں بولنے کے لیے مجبور ہونا پڑا۔

منی پور کے واقعات پر اب امریکہ، برطانیہ کا بھی اظہار تشویش: منی پور کی صورت حال کا معاملہ یورپی پارلیمان، امریکہ اور برطانوی پارلیمان میں بھی اٹھایا جا چکا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیم ہیومن رائٹس واچ نے منی پور میں بی جے پی کی زیر قیادت ریاستی حکام پر تقسیم پر مبنی پالیسیاں اپنانے اور ہندو اکثریت پسندی کو فروغ دینے کا الزام عائد کیا ہے۔

سر اٹھاتا نیشنلزم اور کمزور ہوتی جمہوریت

گنیش دیوی

ویسے تو 19 ویں صدی سے پہلے ہی کچھ ممالک میں ''نیشنلزم'' اور ''جمہوریت'' کو مقامی طور پر متعارف کیا جانے لگا تھا، لیکن یوروپ میں ان الفاظ نے فرانس کے انقلاب کے بعد ہی ایک واضح اصولی سائز لینا شروع کیا۔ آغاز میں ''ملک'' کا مطلب لوگوں سے تھا۔ اٹلی اور جرمنی میں نیشنلزم کے لیے ہوئی تحریکوں کے بعد ''نیشن'' یعنی ملک کا دائرہ بڑھا اور اس میں خصوصاً لوگوں کے ماضی اور ان کے مستقبل سے متعلق حکایات کو شامل کیا گیا۔ ایک طویل مدت کار میں ماضی کو یادداشت میں بنے رہنے کے لیے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ وہ دھیرے دھیرے افسانوی شکل اختیار کرنے لگتا ہے اور ایک وقت کے بعد وہ غیر مدلل طور سے کند اور لوگوں کی سوچ کے حساب سے بدل جاتا ہے۔ ماضی کے برعکس مستقبل کا پھیلاؤ ابدیت تک ہوتا ہے۔ فطری طور سے اس کی شکل کا خاکہ کھینچنا تصور کے لیے چیلنجنگ ہوتا ہے اور اس طرح لوگوں کے دل و دماغ میں یہ ان کی اجتماعی قسمت کے لیے ایسا رول ماڈل بن جاتا ہے جو صرف خیالات میں رہ سکتا ہے، حقیقت میں نہیں۔ 20 ویں صدی کے دوران لوگوں نے ملکیت کو مضبوطی کے ساتھ اپنانے کی ضرورت محسوس کی۔ بیشتر نوزائیدہ ممالک نے اپنے خوابوں کو پورا کرنے کے راستے کی شکل میں جمہوریت کو قبول کر لیا۔ جنھوں نے ملک کے ساتھ ساتھ جمہوریت ہونا منتخب کیا، انھیں یہ دونوں الفاظ تقریباً مترادف لگنے لگے۔ ان دو الفاظ کا ایک ہو جانا نہ صرف لفظی معنی کے لحاظ سے غلط تھا، بلکہ یہ سیاسی نظریے سے بھی درست نہیں تھا۔ جب ہندوستان میں آزادی کی تحریک چل رہی تھی تب ایک 'ملک' بننے کا نظریہ اہم ہو گیا کیونکہ انگریزی حکومت کے ختم ہونے کے بعد چھوٹی بڑی تمام ریاستوں کو یکجا کرنے کا سوال اٹھنے والا تھا۔ حالانکہ جب نوآبادیاتی حکومت کے اختتام کا وقت آیا، تب کئی دور اندیش لیڈروں کو نیشنلزم کے ممکنہ خطرات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ قبل میں ملک ہندوستان کو ''بھارت ماتا کا مندر'' کہنے والے اربندو نے اپنے انتقال سے کچھ ماہ قبل 1950 میں لکھا کہ انسانیت کا مستقبل تبھی محفوظ ہوگا جب تو تشکیل متحدہ ملک کو ایک بین الاقوامی حکومت بنانے کی سمت میں بڑھایا جائے۔ رابندر ناتھ ٹیگور جن کی نظم ہمارا قومی گیت بنی، نے انسانیت پر جو اپنے نظریات پیش کیے، اس میں کسی طرح کی جغرافیائی قومی سرحد نہیں تھی۔ 1920 کی دہائی سے ہی مہاتما گاندھی اس بات کو لے کر بالکل واضح تھے کہ گجرات ودیا پیٹھ آزادی کے لیے لڑنے والے نوجوانوں کو تیار کرے گا اور سابرمتی آشرم سچائی اور عدم تشدد کے تئیں وقف لوگوں کو تیار کرنے کی جگہ رہے گا۔

ہندوستان کو آزادی کے راستے پر آگے بڑھانے والے یہ عظیم نظریہ ساز جانتے تھے کہ اگر نیشنلزم کو زیادہ طول دیا گیا تو ایک حد کے بعد یہ آزادی کے نظریہ کے لیے نقصاندہ ہو سکتا ہے۔ انھوں نے دیکھا تھا کہ یوروپ میں کس طرح سخت نیشنلزم کے راستے پر چلنے والے اٹلی اور جرمنی میں آخرکار سخت فاشزم نے جگہ بنائی تھی۔ دوسری عالمی جنگ کے ختم ہونے کے بعد لوگوں کو امید تھی کہ نیشنلزم اور نیشن کی تعمیر میں اہم کردار نبھانے والے آزادی کے جذبہ کے درمیان کا ٹکراؤ ختم ہو جائے گا۔ لیکن حال کے وقت میں دنیا نے نیشنلزم کے عروج اور جمہوریت کے زوال کو دیکھا ہے۔ کئی مضبوط جمہوری ممالک میں ایسی اکثریت پسند حکومتوں کا طلوع ہوا ہے جو جمہوریت کے اس بنیادی اصول پر عمل کرنے کے تئیں کمزور رہی ہیں کہ ذات، مذہب اور لسانی تنوع کے باوجود بھی شہری برابر ہیں۔ بیسویں صدی میں دنیا کے بارے میں جو تصور کیا گیا تھا، اسے دیکھتے ہوئے سیاسی ماہرین جمہوریت کے مستقبل کو لے کر کافی فکر مند ہیں۔

روایتی طور سے ناخواندگی، بدعنوانی، بھائی بھتیجہ واد اور کٹر پسندی کو جمہوریت کے لیے خطرہ مانا جاتا رہا ہے، لیکن اب تو مصنوعی انٹیلیجنس، عوام کو مشین سے کنٹرول کرنے، جاسوسی کے لیے اسپائی ویئر کا استعمال اور لوگوں کی پرائیویسی پر حملہ ایسے موضوعات ہیں جو جمہوریت کے لیے کہیں بڑے خطرے کے طور پر ہمارے سامنے ہیں۔ یہ نیا سماجی اور سیاسی نظام ہے جس کا ایک رازدارانہ ماضی کے ساتھ رشتہ ہونا طے ہے۔ نظام اقتدار کی شکل میں جمہوریت کی آمد کے ساتھ ہی سائنس اور جدیدیت کی بنیاد بن جاتی ہے دلیل۔ یہ یاد ماضی اور جمہوریت کے کشمکش والے رشتوں کو مزید بڑھاتا ہے۔ ماضی میں کئی صدیوں تک 'یوٹوپیا' کو افسانوی مستقبل کی شکل میں دیکھا جاتا تھا۔ جمہوریت کے دور میں مستقبل صرف ایک فسانہ نہیں رہ جاتا۔ یہ طاقت کا ذریعہ بننا شروع ہو جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے پرانے جمہوری ادوار میں ہوتا تھا۔ جمہوریت، جدیدیت کی ذہنی ایکولوجی (ماحولیات) اور ماضی کے نظریات کے ساتھ کشمکش والے رشتوں کے سبب یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنوعی یادوں سے کیسے نمٹا جائے۔ موجودہ وقت میں ہندوستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک کی حکومتیں اپنے لوگوں کو نظم و ضبط، انتظام و انصرام اور قابو کرنے کے لیے مشینی یادوں کا استعمال کر رہی ہیں۔ اس نظریے سے ایک باقابو جمہوریت میں ایک شہری تب تک شہری نہیں ہے جب تک وہ ڈیجیٹل یونٹس کے ورچوئل ٹائم اور اسپیس میں آزاد ہو کر تیرتا اور گشت کرتا نہ ہو۔ اکیسویں صدی میں اپنی ''داخلی قوت'' کو مضبوط کرنے اور بے معنی ہو چکی تاریخی پہیلیوں کی بات کر کے جمہوریت کو طاقتور نہیں بنایا جا سکتا۔ جو سیاست اپنی ویلڈیٹی کے لیے خیالی باوقار ماضی کو بنیاد بناتی ہے، وہ تاریخی تبدیلی کے ساتھ تال میل نہیں بیٹھا پاتی۔ اسی طرح سیاست، جو پوری طرح سے تکنیک سے چلتی ہے، اس میں مستقبل کے بارے میں ایک خاص نظریہ ہوتا ہے اور اس سے جمہوریت کا زوال ہی تیز ہوتا ہے۔ اکیسویں صدی میں جمہوریت حامی سیاست کو دیوتاؤں اور روبوٹوں کو آمنے سامنے لانا ہوگا۔ مستقبل کو ایک افسانہ کی شکل میں پھر سے قائم کرنے کے لیے ان کا ایک دوسرے سے سامنا کرانا ہوگا۔ 2047 میں ہندوستان کہاں ہوگا اور کیسا ہوگا، یہ اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ ہم انسانی مشین کی بکھری الجھنوں کو کتنی مہارت سے سلجھاتے ہیں۔ نئی پیچیدگیوں کو دیکھتے ہوئے ہم حقوق، وقار اور پرائیویسی کو کس طرح نشان زد کرتے ہیں، تاکہ ہمیں ایک ایسا نیا آئین نہ بنانا پڑے جو اس جملے کے ساتھ شروع ہو کہ ''ہم ڈیجیٹل شکل میں گنے جانے والے اور ہندوستان کے روبوٹ، اس طرح اسے (آئین کو) اپناتے ہیں، نافذ کرتے ہیں اور خود کو دیتے ہیں۔'' آیئے دعا کریں کہ یونانی قدیم افسانوں کا پنکھوں والا غصیل سمندری گھوڑا۔ پیگاسس، حقیقی دنیا میں حقیقی محنت اور قربانیوں سے جمع ہماری جمہوریت کو کھا نہ پائے۔ تکنیک سے کنٹرول ہونے والی طاقت کا یہ دور جس مستقبل کی منادی کر رہا ہے، اس میں آگے بڑھنے کا واحد طریقہ شہریوں کے معاملے میں ملک کے نظریہ کی خود سپردگی کرنا ہے۔ افسوس ہے کہ اس تاریخی نقطۂ وقت پر ملک کا یہ نظریہ سیاسی طور سے ختم ہو گیا ہوگا۔ ایسی طاقتوں کے سامنے دوسرا متبادل یہ ہے کہ جوابی افسانہ کو قائم کرتے ہوئے قوم کے نظریہ کو ہی منتشر کرنے کی سمت میں آگے بڑھیں۔ دنیا بھر کے لوگوں کا مستقبل جس پر منحصر ہو سکتا ہے، وہ ہے 'قوم کی شکل میں لوگوں' اور 'لوگوں کی شکل میں قوم' کے نظریہ کو بحال کرنا۔ جو لوگ اکثر استعمال کی جانے والی غیر روایتی سیاسی جملے بازی سے بندھے نہیں رہنا چاہتے، انھیں انہی متضاد امکانات کے اندر جدوجہد کے نئے نشانات کھینچنے ہوں گے۔

صہیونی تاریخ کے پوشیدہ اوراق

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

اسلام کے ظہور کے وقت جزیرۃ العرب میں آتش پرست، بت پرست، مشرک، نصاری، ستارہ پرست وغیرہ جو قومیں آباد تھیں ان میں یہود بھی تھے۔ اسلام کے ظہور سے پہلے بھی دیگر اقوام کے ساتھ جوان کی سرگذشت رہی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ہمیشہ سے فتنہ وفساد کی عادی رہی ہے، قرآن پاک نے جگہ جگہ ان کی سرگذشت کا نقشہ کھینچا ہے جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ فتنہ وفساد ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے، اس قوم نے بیشتر اپنے انبیاء کی نہ صرف یہ کہ تکذیب کی بلکہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کو قتل بھی کر ڈالا، یہاں تک کہ خدا سے جو عہد و پیان کیا تھا اس کو بھی توڑ ڈالا چنانچہ ان کی اپنی فطری کج روی کے باعث اللہ تعالی نے ان پر غضب نازل کیا اور ہمیشہ کے لیے یہ قوم مغضوب وملعون قرار پائی، آج بھی بغیر کسی دوسری قوم کے تعاون کے دنیا کی کوئی طاقت انہیں عزت نہ دے سکی ہے نہ دے سکتی ہے۔ یہودیوں کی تاریخ جن لوگوں کے علم میں ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جزیرۃ العرب اور بالخصوص فلسطین سے اخراج کے بعد اس بدنصیب قوم کو محض اس کے فطری شر وفساد کے باعث دنیا میں کہیں پناہ نہیں ملی، ان پر ڈھائی ہزار سال سے زائد عرصہ گذرنے کے بعد بھی بشمول عیسائی دنیا کے تمام اقوام عالم نے ان کے ساتھ ہمیشہ ذلت وخواری کا معاملہ کیا۔ یورپ، آسٹریلیا، جرمنی، فرانس، وغیرہ جس ملک میں بھی یہ گئے، وہاں کے باشندوں نے ان کو ملک بدر کر دیا، اس کی بنیادی وجہ جو بھی بتائی جائے اس میں قدرے مشترک یہ بات ضرور پائی جاتی ہے کہ فساد اور بغاوت ان کی فطرت میں شامل ہے اسی لیے ہزار ہا ہزار بار تجربہ کے بعد کہا جاتا ہے کہ کسی بھی قوم کیلئے ان کی دوستی ان کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ مذہب اسلام نے روز اول سے ہی ان کی کج روی کے باعث ان سے مکمل دوری بنا رکھی ہے اس لیے کہ اسلام نام ہے اطاعت و فرمانبرداری کا جبکہ یہودیت نام ہے نافرمانی وبغاوت کا، لہٰذا نہ صرف یہ کہ یہ دونوں قومیں کبھی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں بلکہ دنیا کے تمام مذاہب اور جن اقوام میں رائی کے برابر بھی انسانیت کا مادہ ہوگا، وہ اقوام بھی ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ دور حاضر کے ہندوستان میں بعض سیاسی پارٹیوں نے انہیں گلے لگایا ہے، لیکن ان کے یہودیوں سے دوستی بھی محض مسلم دشمنی کی وجہ سے ہے، تھوڑی دیر کیلئے اگر ان کے درمیان سے مسلمانوں کو ہٹا دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ سیاسی پارٹیاں یہودیوں سے اسی طرح نفرت کریں گی جس طرح نفرت وحقارت کی وجہ سے عیسائیوں نے اپنے ممالک سے انہیں نکال باہر کیا تھا۔ بلاشبہ یہ سیاسی پارٹیاں اور ان کے لیڈر اپنے ہی ہاتھوں لگائی ہوئی مسلم دشمنی کی آگ میں جھلس رہے ہیں لیکن بہت زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ اسرائیل سے دوستی کے سبب یہ اپنی آنکھوں سے اپنی نسل نو کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھیں گے اور اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔ اے کاش ایسے لوگ ماضی کی تاریخ سے عبرت پکڑتے، یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان کبھی نہ ختم ہونے والی فطری عداوت کے تناظر میں ہنگری نژاد تھیوڈور ہرزل ''نامی ایک یہودی صحافی (۲ مئی ۱۸۴۰ء ۳ جولائی ۱۹۰۲ء) نے اپنا Theodor Herzl Der' ایک نظریہ قائم کیا اور ۱۸۹۵ء میں صیہونی تحریک کا منصوبہ پیش کیا اور یہودی ریاست کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جس کو اس نے ۱۸۹۴ء میں بحث کے لئے منظر عام پر پیش کیا (Judenstaat) عظیم اسرائیل کا خواب بھی اسی صیہونی لیڈر نے یہودیوں کو دیکھایا۔ ۱۸۹۷ء میں اس کو عملی جامہ پہنانے پہلے سوئزرلینڈ میں مختلف ممالک کے یہودی دانشوروں کو جمع کر کے ان کو اپنے عقیدہ کے مطابق ''ارض موعود فلسطین'' کے حصول کے لئے آمادہ کیا۔

ہرزل کی اس فکر ونظریہ کو بین الاقوامی سطح پر یہودیوں کے درمیان بے حد مقبولیت ملی چنانچہ اس تحریک کے دانشور ممبروں نے ایک خاص منصوبہ بندی کے پیش نظر عالمی سطح پر اس کے لئے جدو جہد کا آغاز کیا، اس دوران یہودی در در کی خاک چھانتے رہے اور ''ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ'' کا مصداق بنے رہے، لیکن اپنی سازشوں سے باز نہیں آئے حتی کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۲۱ء میں نازی لیڈر ہٹلر نے ان کے خبث باطنی کے سبب کوشش کی کہ ان کے وجود ہی سے دنیا کو پاک کر دے لیکن کچھ یہودیوں کو چھوڑتے ہوئے ہٹلر نے کہا تھا کہ میں اور بھی بہت سے یہودیوں کو مار سکتا ہوں لیکن میں نے کچھ یہودیوں کو چھوڑ دیا ہے تاکہ آپ یہ جان سکیں کہ میں نے بہت سے یہودیوں کو کیوں مارا ہے، الغرض یہودیوں کو ایک مدت سے کسی پناہ گاہ کی تلاش تھی، اور اس کیلئے وہ ہمیشہ فلسطین کا خواب دیکھتے رہتے تھے، چنانچہ اس خطے میں آباد ہونے کے لیے ان سے جو بھی جدو جہد اور منصوبہ بندی ہو سکتی تھی اس میں ایک لمحہ کے لیے بھی انہوں نے غفلت نہیں برتی، ہر دور میں اور دنیا کے ہر ملک میں وہ اس کے لیے کوشاں رہے۔

ان کے اس مقصد میں سب سے بڑی رکاوٹ ترکی کی خلافت عثمانی تھی۔ ترکی سلطنت نے فلسطین میں آباد ہونے کی یہودیوں کی درخواست جب پائے حقارت سے ٹھکرا دی تو یہودیوں نے اس سلطنت کو اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے خلاف انہوں نے ہر محاذ پر سازشوں کا جال بچھا دیا قادیانی اور یہودی تواریخ کا مطالعہ کر کے اگر یہودی سازشوں اور منصوبہ بندیوں کا نچوڑ مختصر لفظوں میں اگر بیان کیا جائے تو بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہودی سازشوں اور امیدوں کا دوسرا نام مرزا غلام احمد قادیانی اور ''جماعت احمدیہ'' ہے انگریزوں اور یہودیوں نے اپنے مشترکہ مفاد کے تحفظ کے لیے مرزا غلام احمد کو سیالکوٹ کی کچہری میں منشی گیری کی نوکری سے اٹھایا اور آہستہ آہستہ یہودی سازشیں پروان چڑھتی رہیں، اپنی کامیابیوں کے زعم میں مرزا قادیانی نے ملکہ برطانیہ اور انگریزی حکومت کی اطاعت کو مذہبی فریضہ گردانتے ہوئے یہاں تک اعلان کر دیا کہ جیسے جیسے میرے ماننے والے بڑھیں گے ویسے ہی مسلمانوں میں جذبہ حریت ختم ہوتا چلا جائے گا اور لوگ انگریزوں کے معتقد ہوتے چلے جائیں گے۔

اپنے اس مذموم مقصد کی تکمیل کے لیے مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور دعوی مہدیت کی آڑ میں بے شمار کتابیں بھی لکھیں جسے یہودیوں کے مالی تعاون سے فلسطین اور عرب علاقوں میں خوب تقسیم کیا گیا تا کہ مقامی لوگوں میں یہودیوں سے مزاحمت کی قوت ختم ہو جائے۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اس کے گدی نشین بیٹے مرزا محمود نے لگاتار کئی دورے فلسطین کے کئے جس میں یہودی دانشوروں سے طویل خفیہ ملاقاتوں کے ذکر سے قادیانی تاریخ بھری پڑی ہے، ان خدمات کے صلہ میں یہودیوں نے برطانوی پارلیمنٹ میں دعوت دے کر اس کی خوب پذیرائی کی۔ یہودی اخبارات میں لمبے چوڑے تعریفی مضامین شائع کئے گئے، دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ قادیانی جاسوسوں کے سبب خلاف عثمانیہ کے زیر نگیں، عرب اور یورپ کے خطوں میں کچھ ہی عرصہ میں زبردست سیاسی مدوجزر کا آغاز ہو گیا جس سے یہودیوں کو حصول مقصد کے تئیں کافی امیدیں بندھنے لگی تھیں، خود قادیانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کے اختتام کے بعد بھی انہیں اپنے مقصد میں کامیابی اس وقت ملی جب فلسطین کو قادیانیوں نے پورے طور پر اپنی جاسوسی جکڑ بندیوں میں لے لیا چنانچہ یہودیوں کو طویل جد جہد کے بعد اسرائیل کے نام سے عربوں کے درمیان جب حکومت ملی تو خوشی میں انہوں نے جو جشن منایا اور عربوں کے خون سے ہولیاں کھیلیں وہ اپنی جگہ، اہم بات یہ ہے کہ سقوط بغداد و فلسطین پر قادیانیوں نے بھی قادیان میں خوب جشن منایا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ بغداد اور فلسطین کے سقوط پر دنیا کی یہ واحد قوم ہے جس نے یہودیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی میں جشن منایا۔

۱۹۳۴ء میں ہندوستان ابھی آزاد بھی نہیں ہوا تھا لیکن فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کیلئے اس نے یوم فلسطین منایا اور اس میں پورا ملک شریک ہوا، ہندوستان کے صف اول کے لیڈر مہاتما گاندھی کا کہنا ہے کہ ''فلسطین عربوں کا ہے جیسے انگلینڈ انگریزوں کا اور فرانس فرنچ کا ہے، عربوں پر یہودیوں کو تھوپنا غلط اور ناقابل قبول ہے'' یہ عجیب بات ہے کہ بشمول ہندوستان دنیا کے تمام سیاسی یا غیر سیاسی لیڈر فلسطین پر یہودیوں کی موجودہ آبادی کو ناجائز اور غصب قرار دیتے ہیں لیکن ہندوستان میں ہی جنم بھومی رکھنے والے احمدیہ جماعت کے قادیانی قلم کار اس کو ''انقلاب'' سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک قادیانی تاریخ نگار نے لکھا ہے کہ انقلاب ۱۹۴۸ء سے پہلے فلسطین کے مندرجہ ذیل مقامات پر احمدی موجود تھے کبابیر، حیفاء، عکا، بیت المقدس، ناصرہ، نابلس، طیرہ ام الحم، عین غزال، جیج، برجا، طول کرم، کفر لام، رنج، بیسان۔ (تاریخ احمدیت جلد۲ صفحہ ۵۸۷) درج ذیل خطے قادیانی سرگرمیوں کا مرکز تھے۔ طبریا، ترشیحا مصفد، لد، رمل، یافا وغیرہ مگر آپ کو حیرت ہوگی کہ اس بھیانک فساد میں جس میں کہ عربوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی قادیانیوں کو خراش تک نہیں آئی، کیونکہ قادیانیوں کو فسادات سے پہلے ہی محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا تھا۔

فلسطین پر قبضہ کے وقت یہودیوں نے عربوں کا کتنا خون بہایا، اور آج بھی بہا رہے ہیں ان لرزہ خیز واقعات سے بچہ بچہ واقف ہے، دیر یسین نامی صرف ایک گاؤں کا قصہ قادیانی قلم کار نے لکھا ہے کہ 300 کی مسلم آبادی میں راتوں رات یہودیوں نے ایک بچے کو بھی زندہ نہیں چھوڑا، عورتوں اور مردوں کو اس طرح قتل کیا کہ کوئی ثبوت نہ رہ جائے، ان انسانیت سوز کارناموں کی تمام ہی اخبارات نے نقاب کشائی کی ہے لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ جس فعل مذموم کو دنیا میں انسانیت سوز کہا جاتا ہے اس کے عوض قادیانیوں پر کیا کیا نوازشیں ہوئیں؟ قادیانی تاریخ نگار کے قلم سے اس کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتا ہے ''حکومت اسرائیل کے پریزیڈنٹ (اسحاق بن صفی) نے آپ (محمد شریف ہیڈ مرزائی مقیم فلسطین) کو پیغام بھیجا کہ اپنے وطن روانہ ہونے سے پہلے مجھے مل کر جائیں چنانچہ آپ نے ان کی دعوت قبول کر لی اور ۲۸ نومبر ۱۹۵۵ء کو ان سے ملاقات کی، اس تقریب کا فوٹو بھی لیا گیا جو دنیا کے مختلف ممالک کے اخبارات میں شائع ہوا۔ تاریخ احمدیت جلد۲ صفحہ ۸۵۷) یہ وہی محمد شریف قادیانی ہیں جنہیں مرزا نے اپنا خصوصی گماشتہ بنا کر قادیان سے فلسطین بھیجا تھا فلسطین پر یہودیوں کے قبضہ سے پہلے اور قبضہ کے بعد یہودیوں کی معاونت کیلئے یہ وہیں مقیم رہے۔ آج بھی حیفہ اور کبابیر میں قادیانیوں کے مراکز ہیں، یہودی فوج میں قادیانیوں کی اچھی خاصی تعداد ہے، قادیانیوں کو وہاں وہ خصوصی حقوق حاصل ہیں جو دیگر اقوام کو حاصل نہیں۔ کیا سرزمین فلسطین کے تئیں قادیانی تاریخ کا یہ سیاہ ترین باب، یہودیوں اور ہندوستانی قادیانیوں کے تئیں نرم گوشہ رکھنے والی سیاسی جماعتوں کے لئے عبرت وموعظت کا درس نہیں ہے؟

بچوں میں کتب بینی کا شوق کیسے پیدا کریں گے

فیروز عالم ندوی

کتب بینی ایک نہایت مفید مشغلہ ہے۔ یہ علم میں اضافہ اور پریشانیوں سے چھٹکارے کے لیے بہت مفید ہے۔ بقول عرب شاعر "جاحظ" کہ "کتاب ایک ایسا دوست ہے جو آپ کی خوشامدانہ تعریف نہیں کرتا اور نہ آپ کو برائی کے راستہ پر ڈالتا ہے۔ یہ دوست آپ کو اکتاہٹ میں مبتلا ہونے نہیں دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا پڑوسی ہے جو آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔ یہ ایک ایسا واقف کار ہے جو جھوٹ اور منافقت کے ذریعہ آپ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتا ہے۔" مطالعہ کرنے والا اوقات کی ضیاع سے محفوظ رہتا ہے۔ اس سے علم میں اضافہ، یاداشت میں پختگی، فکر میں وسعت اور معاملہ فہمی میں گہرائی آتی ہے۔ پڑھنے والا دوسروں کے تجربات سے مستفید ہوتا ہے۔ اور بلند پایہ مصنفین کا ذہنی ہم سفر بن جاتا ہے۔ اس سے فصاحت و بلاغت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان سستی اور کاہلی سے بچتا ہے۔ اس سے بے چینی اور پریشانی میں راحت ملتی ہے۔ یہ انسان کو مکروفریب، جھوٹ اور لغو باتوں سے دور رکھتی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں میں لکھنے پڑھنے کا ایک غیر معمولی ذوق پیدا کردیا تھا، یہ ذوق مذہب کے پس منظر میں پیدا ہوا تھا، مگر ایک دفعہ پیدا ہوگیا تو صرف مذہب تک محدود نہیں رہا، بلکہ علم کی تمام شاخوں تک پھیل گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار برس تک مسلمان دنیا میں حکومت کرتے رہے۔ مسلمانوں کا زوال بھی جس واقعہ سے شروع ہوا، وہ یہی تھا کہ بغداد اور اسپین میں مسلمانوں کی کتابیں ذخیرے یا تو جلا دیے گئے یا پھر مسلمانوں کی شکست کے بعد عیسائیوں کے ہاتھ لگ گئے۔ یہی کتابیں یورپ پہونچیں تو وہ آنے والے دنوں میں دنیا کے حکمراں بن گئے۔ آج بھی اگر ہم ترقی کی شاہراہ پر قدم رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ لوگوں میں پڑھنے کی عادت پیدا کریں۔ کیونکہ علم کی فصل قلم و کتابت کی جس زمین پر اگتی ہے اسے پڑھنے کا شوق رکھنے والے لوگ سیراب کرتے ہیں۔ جس معاشرہ میں مطالعہ کا ذوق اور عادت ختم ہوجائے وہاں علم کی پیداوار بھی ختم ہوجاتی ہے۔

کسی بھی عادت کی بیج بچپن میں پڑتی ہے اور بلوغت کے ساتھ پختہ ہوجاتی ہے۔ اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ بچہ جب پڑھنے لکھنے لگے تو بغیر کسی انتظار کے اس کو مطالعہ کی عادت ڈالنے کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ کام والدین کا ہے اور وہی اس کو بخوبی ادا کرسکتے ہیں۔ اس کی عادت بچے کی زبان و بیان کو نکھارے گی، اس کے الفاظ و معانی کا خزانہ تیزی سے وسیع ہوگا، فکری ترقی کی رفتار، تیز سے تیز تر ہوگی، تخیل میں وسعت ہوگی، مشکلات و پریشانی کے مقابلہ کا سلیقہ آئے گا، اس کی تمام صلاحیتوں میں نکھار آئے گا اور اس کے دوررس اثرات بچے کے تعلیمی سفر پر نہایت ہی مثبت انداز میں ظاہر ہوں گے۔

موجودہ زمانہ میں اس کا اہتمام کرنے اور کرانے کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ٹکنالوجی کی ترقی نے صورتحال کو یکسر بدل کررکھ دیا ہے۔ اب ہر ہاتھ میں انتہائی حساس موبائل فون، ٹیب اور اس طرح کی دیگر اشیاء ہیں۔ یہ چیزیں جہاں بچوں کے لیے مفید اور ضروری ہیں وہیں یہ نقصاندہ بھی ہیں۔ ان کے دو واضح نقصانات یہ ہیں کہ (الف) کتب بینی کا شوق جاتا رہتا ہے، یہ ایک دشوار اور مشکل کام معلوم ہونے لگتا ہے۔ (ب) بچوں کے اندر مصنوعی خود اعتمادی پیدا ہوجاتی ہے، جو کسی حقیقی علم و معرفت پر مبنی نہ ہونے کی وجہ سے اخلاقی (Disipline) پریشانیوں کا سبب بنتی ہیں۔ اس لیے موجودہ زمانہ میں اس بات کی اہمیت کئی گنا بڑھ گئی ہے کہ ہر ماں باپ اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنانے کے لئے فکرمند ہوں۔ اگر آپ کی خواہش ہو کہ میرا بچہ ایک ذی علم شخصیت کا حامل بنے تو، آپ کو اسے کتب بینی کا شوقین بنانے کے لئے کوششیں کرنی ہونگی۔ ذیل میں چند طریقے ذکر کئے جارہے ہیں، ممکن ہے اس میں کچھ آپ کے لئے کارآمد ثابت ہوں۔

(۱) صبر: زندگی کے تمام تر کام نتیجہ خیزی کے لئے صبر کے خواہاں ہوتے ہیں، اسی طرح تربیت بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ اس کا دامن تھامے رہیں۔ مخصوص لائحہ عمل پر کاربند رہیں، کسی بھی جلد بازی سے گریز کریں۔ نتیجہ کی جلدی میں جبر کا طریقہ زہر ہلاہل ثابت ہوگا اور آپ مقصد سے بہت دور چلے جائیں گے۔

(۲) عملی نمونہ: بچوں کی شخصیت سازی میں عملی نمونہ سب سے زیادہ اہمیت کی حامل چیز ہے۔ بچے اپنی فطرت کے اعتبار سے زبانی احکامات یا نصائح کے بجائے عملیت پسند ہوتے ہیں۔ وہ وہی کرتے ہیں جو اپنے بڑوں کو کرتے دیکھتے ہیں، اس کے مدنظر مناسب یہ ہوگا کہ آپ ایک مناسب وقت متعین کریں اور خاص وقت میں پابندی سے مطالعہ کا اہتمام کریں۔ خیال رکھیں کہ آپ اس سے بھی مطالعہ کا مطالبہ کریں۔ اگر بچہ محض کھیل اور تفریح میں بھی ورق گردانی کرے تو اس پر روک ٹوک نہ کریں، اسے کرنے دیں کیونکہ یہ مستقبل کے اعتبار سے کسی بھی طرح فائدے سے خالی نہیں ہے۔

(۳) قصہ خوانی: بچپن سے ہی قصہ گوئی کے بجائے قصہ خوانی کا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔ آسان زبان و بیان کی باتصویر کتابیں رکھیں اور وقتاً فوقتاً بچے کو اس میں سے کانی پڑھ کر سنائیں۔ اس ضمن میں چند باتوں کا خیال رکھیں۔ (الف) ان کی پسندیدہ کہانیاں ہی پڑھیں۔ (ب) دوران قصہ خوانی جابجا تشریح بھی کرتے رہیں، آواز کی اتار چڑھاؤ کا خاص خیال رکھیں۔ اور اس نشست کو پر تفریح بنائے رہیں۔ (ج) اس دوران سہل انداز میں سوال و جواب بھی کریں۔ (د) ایک قصہ ختم ہونے کے بعد اسے ان کے الفاظ و اسلوب میں سنیں۔

(۴) گھریلو سامان کی علمی تنظیم: اس سے میری مراد یہ ہے کہ گھر میں ساز و سامان رکھنے کی ایسی ترتیب بنائیں کہ کتابوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو۔ آسان اور سہل زبان و بیان والی جاذب نظر کتابیں ایسی جگہ رکھیں جو بچوں کے دسترس میں ہو اور وہ اسے کھیلتے کودتے ہوئے بھی اٹھالیں۔

(۵) لائبریری سے وابستگی: بچوں کو لائبریریوں میں لائیں اور لے جائیں۔ جب بچے کی قوت فہم قدرے ترقی کرجائے تو انہیں اس سے منسلک کریں۔ ان سے مطالبہ کریں کہ وہ وہاں سے کتابیں لاکر استفادہ کریں۔ اس پہ آمادہ کرنے کے لیے ترغیبی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۶) رسائل وجرائد: بچوں کے لئے شائع ہونے والے جرائد بڑے ہی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جہاں یہ ان کے شوق مطالعہ کو جلا بخشیں گے وہیں یہ ان کی فکرونظر کو وسعت عطا کریں گے۔ ایسے رسائل وجرائد خریدنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

(۷) اندرون خانہ جگہ کی تعیین: مطالعہ اور لکھنے پڑھنے کی غرض سے اندرون خانہ ایک جگہ کی تعیین کریں جو حسب استطاعت خوشنما ہو، روشن اور ہوادار ہو، اردگرد تعلیم و تعلم سے متعلق چیزیں ہوں۔

(۸) لکھنے پڑھنے میں پختگی: منظم اور تدریجی طریقہ سے پڑھنا لکھنا سکھائیں تاکہ انہیں اس میں پختگی حاصل ہوجائے اور کسی قسم کی دشواری کا احساس نہ ہو۔ اس کے بغیر مطالعہ کا صحیح شوق پیدا ہونا دشوار امر ہے۔

(۹) حقیقت سے روشناس: جب بچہ تھوڑی سمجھ بوجھ والا ہوجائے تو اسے لکھنے پڑھنے کی اہمیت کو بتائیں۔ اسے یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ یہ ان کی شخصیت کی تعمیر میں کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

(۱۰) رجحان کی رعایت: پڑھنے لکھنے میں بچے کی پسند اور رجحان کی رعایت ضروری چیز ہے۔ الگ الگ مراحل میں بچے کی پسند مختلف ہوتی ہے۔ کسی مرحلہ میں وہ جانوروں اور پرندوں کی زبانی بیان کی گئی کہانیوں کو زیادہ پسند کرتا ہے تو کسی مرحلہ میں اساطیری کہانیوں کو، کبھی اسے افسانے اچھے لگیں گے تو کبھی شجاعت و بہادری کی داستان۔ بہرحال علم کے اس سفر میں پڑاؤ آتے جائیں گے اور اس کی پسند بدلتی جائے گی۔ خیال صرف اس بات کا رکھنا ہے کہ اس کے پسند کے موافق اچھی اور مفید کتابوں کا انتخاب کرکے ان کو دیا جائے۔ جبر کا طریقہ بددلی کا سبب بنے گی اور پھر مطالعہ سے بے رغبتی پیدا ہوگی۔

(۱۱) ہمت افزائی: اگر بچہ مطالعہ اور کتب بینی کی طرف مثبت قدم بڑھائے یا پڑھنے میں روانی کا مظاہرہ کرے یا کسی اچھی کتاب کا انتخاب کرے تو آپ کھل کر اس کی تعریف کریں، اس کے کام کو سراہیں اور اس کی ہمت افزائی کریں۔ یہ عمل اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱۲) دلچسپ بنائیں: چونکہ بچے کی فطرت اچھل کود، کھیل اور مسابقہ پسند ہوتی ہے۔ لہٰذا پڑھنے لکھنے اور عبارت خوانی کو بھی کسی قدر اس رنگ میں ڈھالنا ان کے لیے شوق کا باعث اور رغبت کا سبب بنے گا۔ اس کی نوعیت کا تعیین موقع محل اور حالات کی رعایت کے اعتبار سے ہی زیادہ بہتر ہے۔

(۱۳) ڈیجیٹل عبارت خوانی: باتصویر قصوں اور حکایتوں کو پڑھنے کے لیے کمپیوٹر اور ٹیب وغیرہ کا محدود استعمال بھی مفید ہے۔ چونکہ یہ چیزیں اس کی دور کی ناگزیر اشیاء میں سے ہیں لہٰذا اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(۱۴) آپ سنائیں: بال بچوں کے ساتھ اپنی مجلسوں اور نشستوں میں اپنے مطالعہ کی بعض چیزوں کو سنائیں، اس کے متعلق کچھ سوالات کریں اور ان کی رائے جاننے کی کوشش کریں۔ آپ کی بحث کا انداز بالکل سادہ اور بچوں کے معیار کو چھوتا ہوا ہو۔ اگر ان کی طرف سے کوئی جواب آئے تو اس پر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

(۱۵) ان سے سنیں: بچوں سے قصہ کہانیاں سنیں اور اس میں پوری دلچسپی دکھائیں گویا کہ آپ پہلی بار سن رہے ہوں۔ انہیں اس بات پر راغب کریں کہ وہ اچھی اچھی کہانیاں، حکیمانہ باتیں اور چٹکلے پڑھنے کے بعد آپ کو سنائیں۔

(۱۶) بازار کی سیر: جی ہاں! جس طرح آپ کپڑے اور دیگر اشیاء کی خریداری کے لیے بچوں کو اپنے ہمراہ لے جانا پسند کرتے ہیں ویسے ہی آپ انہیں ان کے پسند کی یا اپنے ضرورت کی کتابیں خریدنے کی غرض سے انہیں اپنے ساتھ بازار لے جائیں۔ جس طرح آپ بچوں کو تفریح کی غرض سے میلوں اور نمائشوں میں لے جاتے ہیں ویسی ہی آپ انہیں کتابی میلوں میں بھی لے جائیں۔ اگر آپ کے شہر میں کتابی میلا لگتا ہو تو آپ ضرور انہیں اپنے ہمراہ وہاں لے جائیں اور انہیں ان کے پسند کی کتابیں خریدنے میں مدد دیں۔

مواقع کا استعمال: اگر آپ کسی مقصد سے دوسرے شہر جارہے ہوں، بچے بھی آپ کے ہمراہ ہوں تو آپ ایسا کرسکتے ہیں کہ اس شہر کے متعلق دلچسپ معلومات پر مبنی کتاب یا انٹرنیٹ سے جمع کردہ مواد کا پرنٹ آوٹ انہیں دیں۔ اس بات کے لیے آمادہ کریں کہ وہ اسے پڑھیں اور معلومات کا تبادلہ کریں۔ اسی طرح رمضان، عیدالاضحیٰ، عاشورہ اور دیگر مواقع پر انہیں اس سے متعلق کتاب یا مواد فراہم کرائیں۔

امارت پبلک اسکول کے لیے

عربی، انگریزی اور حساب کے لئے تجربہ کار اور باصلاحیت اساتذہ کی ضرورت

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی ہدایت پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے اسکولوں میں عربی، انگریزی اور حساب پڑھانے کے لئے باصلاحیت اساتذہ کی ضرورت ہے جو عربی، انگریزی اور حساب پڑھانے پر دسترس رکھتے ہوں اور امارت شرعیہ کی فکر اور مزاج سے ہم آہنگ بھی ہوں۔ خواہش مند امیدوار اپنے ہاتھوں لکھی درخواست، بایو ڈاٹا، اسناد کی فوٹو کاپی اور موبائل نمبر کے ساتھ ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتہ پر 31/اگست 2023 تک ارسال کریں۔ ساتھ ہی درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھی بھیج دیں۔ انٹرویو کی تاریخ سے بعد میں بذریعہ فون مطلع کیا جائے گا۔ منتخب امیدوار کو امارت شرعیہ کے ذریعہ چلنے والے اسکولوں میں سے کسی بھی اسکول میں بھیجا جاسکتا ہے۔

ڈاک کا پتہ: ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار۔ 801505

ای میل آئی ڈی: nazimimaratshariah@gmail.com

Scanned with CamScanner

ہندوستان کی جنگ آزادی میں علماءِ اسلام کی قربانیاں

شاہنواز خاں

1857 کی جنگ آزادی کو بزورقوت دبادینے میں کامیابی کے بعد حکومت برطانیہ نے ہندوستان کا نظام حکومت براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیارات ختم کردئے گئے اور ہندوستان پر تخت برطانیہ کی حکمرانی مسلط کردی گئی،ملکہ وکٹوریہ ہی ہندستان کی بھی ملکہ 1858 میں بنادی گئیں۔اب انگریز فاتحانہ انداز میں اس ملک پر قابض ہوکر اپنی مرضی کی حکومت کرنے لگے۔چونکہ 1857 کی جنگ اور بغاوت کا موردالزام مسلمانوں کو بالخصوص علماہند کوٹھہرایا گیا،تھادوبارہ ویسی حرکت سے روکنے کے پیش نظر مسلمانوں کے خلاف سختی اور ظلم کی شدت بڑھادی گئی تھی۔1857 کے جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد بھی علماء کرام اور مجاہدین آزادی کے حوصلے پست نہیں ہوے تھے۔بلکہ علماء ے،دیوبند نے انگریزوں کے خلاف اعلان جہاد اور ملک کوغلامی کی زنجیر سے آزاد کرانے کی زبردست مہم اور تحریک چلائی۔شیخ الہند حضرت مولانا محمودالحسن،مولانا محمد قاسم نانوتوی،مولانا عبیداللہ سندھی کی قیادت میں انگریزوں کے خلاف زبردست تحریک چلی،عالمی پیانے پر ان بزرگان دین نے برطانوی سامراج کے خلاف محاذ آرائی کی۔مولانا عبیداللہ سندھی نے تو راجہ مندر پرتاب سنگھ اور" غدر پارٹی" کے ساتھ ملکر آزاد ہندوستان کی عبوری حکومت کی تشکیل کردی تھی جس کا مقصد دنیا کے ممالک جرمن،جاپان اٹلی وغیرہ سے مدد لے کر انگریزوں سے ملک کو بزور قوت آزاد کرانا تھا۔اس آزاد ہندوستان کی عبوری حکومت افغانستان میں 1915 میں قائم کی گئی تھی،جسکے وزیراعظم مولانا برکت اللہ بنائے گئے تھے مولانا عبیداللہ سندھی وزیرداخلہ اور مولوی بشیر دیوبندی وزیر جنگ تھے راجہ مہندر پرتاب سنگھ اس عبوری حکومت کے صدر تھے۔ان مجاہدوں کو ترکی،جرمنی اور اٹلی کی حمایت حاصل تھی۔پہلی جنگ عظیم 1914 سے 1918 کے دوران علماء کی تحریک کافی سرگرم تھی۔جنگ عظیم کے دوران ہی مولانا عبیداللہ سندھی نے دنیا کے مختلف ممالک روس،جرمن،جاپان اٹلی اور ترکی وغیرہ کا دورہ کرکے برطانوی حکومت کے خلاف ہندستان کی جنگ آزادی میں ان ممالک کے تعاون کے لئے انہیں آمادہ کیا تھا۔لیکن جنگ عظیم میں جرمن اور اٹلی کی شکست اور جہاد کے منصوبے کا راز فاش ہو جانے کے سبب علماء کی یہ تحریک ناکام ہوگئی۔مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ دوسری جنگ عظیم 1939 سے 1945 کے شروع ہوتے ہی نیتاجی سبھاش چندر بوس نے 1939 میں مولانا عبیداللہ سندھی سے دہلی میں ملاقات کی اور پھر کلکتہ میں دونوں قومی رہنماوں کی ایک خصوصی نشست میں انگریزوں سے جنگ کرکے،آزادی مانگ کرنہیں چھین کر لینے کا عزم کیا گیا۔اور اسکے لئے لائحہ عمل مرتب کئے گئے۔مولانا عبیداللہ سندھی نے ہی نیتاجی کو جاپان اور جرمن کی مدد سے انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی اور ان ملکوں کے تعاون کی یقین دہانیوں سے متعلق کاغذات بھی انکے سپرد کیا۔

نیتاجی سبھاش چندر بوس نے دوسری جنگ عظیم کے شروع ہوتے ہی اپنے حامیوں اور کارکنوں کو حج کرنے کے ارادے اور برطانوی حکومت کے خلاف محاذ آرائی کرنے کے لئے عرب کے ملکوں میں بھیجا۔وہاں سے مجاہدین وطن نے آزاد ہند فوج کے لئے مسلمانوں کو۔بحال بھی کیا۔سعودی عرب (غیر ملک) سے،عالمی سطح پر انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو متحد کرکے جنگ کی ترغیب دینے میں آسانی تھی۔اس حد تک سعودی عرب کے تعاون اور حمایت کو تسلیم کیا جاسکتا ہے لیکن ساری منصوبہ بندی،حکمت عملی تو مجاہدین علماء ہند ہی کررہے تھے۔

علماء حضرات نے برطانوی حکومت کے خلاف زبردست تحریک چھیڑی تھی اپنی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کے لئے سرزمین حجاز کا استعمال کیا۔ہندوستان کی انگریزی حکومت مولانا عبیداللہ سندھی کے خون کی پیاسی ہوگئی تھی،انہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھنے کی غرض سے 1930 میں ملک چھوڑ کر سعودی عرب میں پناہ لے لی تھی۔لیکن انگریزی خفیہ ایجنسی نے اطلاع دی تھی کو وہ حجاج کرام کو انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دینے میں مشغول ہیں۔پھر مولانا عبیداللہ سندھی نے 1938 میں ہندوستان واپس آکر اپنی تحریک تیز کردی اور نیتاجی سبھاش چندر بوس کو انگریزوں سے جنگ کر آزادی حاصل کرنے کی ترغیب دی۔علماء کی خفیہ سرگرمیاں انگریزوں کے خلاف عالمی پیانے پر چل رہی تھی۔اسی دور کی "تحریک ریشمی رومال" مشہور ہے۔مولانا عبیداللہ سندھی کا ریشم کے رومال پر ریشم کے دھاگے سے لکھا خط انگریز خفیہ افسران کے ہاتھ لگ گیا تھا۔یہ خط حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمودالحسن صاحب کو لکھا تھا،جس میں برطانیہ کے خلاف جنگ کر ملک کو آزاد کرانے کی حکمت عملی اور مکمل منصوبہ تھا۔ حکومت کی خفیہ ایجنسی بھی ان بزرگان کی حرکات وسکنات پر کڑی نگرانی کررہی تھی۔ریشمی رومال پر لکھے خط کے پکڑے جانے پر مجاہدین علماء کی منصوبہ بندی کا راز فاش ہوگیا۔مولانا محمودالحسن،مولانا حسین احمد مدنی کو مکہ میں گرفتار کر مالٹا کے سیلولر جیل میں قید کیا گیا اسی اعتبار سے مولانا محمودالحسن کو"اسیر مالٹا" کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کو رولٹ کمیشن کی رپورٹ میں برطانوی حکومت کا سب سے خطرناک دشمن قرار دیا گیا تھا۔

کل 59 علماء اسلام کو برطانوی تخت ملکہ وکٹوریہ کے خلاف جنگ کرنے کا مجرم قرار دیا گیا۔بیشتر کو گرفتار کر کالا پانی کی سزادی گئی اور انڈمان کے سیلولر جیل میں قید کیا گیا۔یہ تمام سرفروشان وطن قید کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔اور جام شہادت نوش کر وطن پر جان نچھاور کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے برطانوی عدالت انکو سزائے موت،یعنی حکم پھانسی دے کر خوش کرنا نہیں چاہتی تھی اس لئے انہیں تاعمر صعوبتیں دینے کے غرض سے انڈمان کے جیل کی کوٹھری میں بند کرانے کی آواز دبادینا پسند کرتی تھی۔ڈاکٹر قیام الدین احمد نے اپنی مشہور کتاب "وہابی تحریک" میں تذکرہ کیا کہ علماء صادق پور پٹنہ کے'مولانا یحیٰ علی' کو جب انبالا کورٹ کے ذریعہ سزائے موت کا حکم سنایا گیا اور جیل میں قید،ان حضرات کو اطلاع ملی تو آپس میں خوشیاں بانٹنے لگے یہ صورت حال اور انکے مطمئن چہرے کی خوشی دیکھ کر برطانوی جج نے پھانسی کی سزا کو کالا پانی کی سزا میں تبدیل کردیا تھا۔مولانا یحیٰ علی نے 18 سال انڈمان میں سخت اذیتیں جھیلی اور وہیں ان کی جیل میں ہی موت ہوئی۔مولانا احمداللہ کی بھی موت وہیں انڈمان میں ہوئی اور وہ دونوں وہیں مدفون ہیں۔انڈمان سیلولر جیل میں مجاہدین وطن قیدیوں کی لگی فہرست میں سب سے اوپر علماء صادق پور کے نام درج ہیں۔قیدیوں کی فہرست میں مسلمانوں کے نام زیادہ ہیں۔انگریز تو یہ دیکھ کر گھبراتے تھے کہ یہ داڑھی ٹوپی والے تو موت کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہمیشہ گلے لگانے کو تیار رہتے اور وطن کی آبرو کی خاطر جان دے کر خوش ہوتے ہیں۔اس لئے انہیں گھٹ گھٹ کر مرنے کے لئے انڈمان بھیجتے تھے۔لیکن وہاں بھی ان بزرگوں کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور انہوں نے نہ کبھی رحم کی اپیل کی اور نہ کبھی معافی نامہ لکھا۔

افسوس صد افسوس آج سرفروشوں کو نظرانداز کر سرنگوں ہونے والے کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

"تحریک ریشمی رومال" کے بانی اور رہنما مولانا محمودالحسن تھے۔جنہیں 1916 میں سرزمین حجاز سے گرفتار کیا گیا تھا۔انکے ساتھ مولانا حسین احمد مدنی،مولانا انظارگل،وحید احمد حکیم نصرت حسین بھی سعودی عرب سے گرفتار کر ہندوستان لائے گئے اور انہیں کالا پانی کی سزادی گئی۔مولانا محمودالحسن اور مولانا حسین احمد مدنی تو مکہ اور مدینہ میں بظاہر درس تدریس کا کام کرتے تھے۔لیکن اسکے ساتھ انکا مشن حجاج کرام کو آزادی ہندوستان کے لئے ترغیب دے کر انہیں انگریزوں کے خلاف جنگ کے لئے تیار کرنا بھی تھا۔وہ تو ہندوستان کے لئے،ہندوستانیوں کے علاوہ جانباز افغانوں،پٹھانوں کی فوج تیار کرنے میں معروف تھے۔اسی لئے انہیں قید کر سعودی عرب میں رکھنے کے بجائے ہندستان لاکر مالٹا کے سیلولر جیل میں جنگی قیدی کی شکل میں صعوبتیں دے کر رکھا گیا تھا۔

مولانا محمودالحسن،مولانا حسین احمد مدنی یا مولانا عبیداللہ سندھی تحریک دیوبند کے بانی نہیں بلکہ پیداوار تھے۔تحریک علماے دیوبند کے موجد اور بانی تو مولانا امداداللہ کو تسلیم کیا جاتا ہے جنہوں 1845 میں سفر حج کیا تھا اور وہاں انکی ملاقات مولانا شاہ اسحاق احمد سے ہوئی جو مولانا سید احمد بریلوی کے رفقاء میں تھے۔مولانا امداداللہ کو مولانا اسحاق نے ہی ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لئے ہتھیار اٹھانے کی ترغیب دی تھی،مولانا امداداللہ نے 1848 میں ہندستان واپس آکر سہارنپور،شاملی اور مظفرنگر کے علاقے میں اپنی جہادی سرگرمی شروع کی اور اپنے حامیوں،شاگردوں،اور شیداؤں کی فوج تیار کرلی تھی۔اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے خلاف اعلان جنگ کردیا اور 1857 میں جب بغاوت کا شعلہ یوپی،دلی اور بہار میں بھڑکا تو مولانا امداداللہ کے شیداؤں اور شاگردوں نے سہارنپور اور شاملی کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکوت سے آزاد کراکر سیویل حکوت قائم کردی تھی،مولانا حاجی امداداللہ کے شاگردوں میں،مولانا ابوقاسم نانوتوی،مولانا رشید احمد گنگوئی،حافظ مولانا مظہر اور مولانا منیر نانوتوی بھی تھے اور مولانا امداداللہ کے ہی شاگرد مولانا ابوالقاسم نانوتوی نے اسلامی تعلیمات کے لئے ایک عظیم درسگاہ دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔جس نے پورے عالم اسلام کو دینی تعلیم کی روشنی سے منور کرنے کے ساتھ حب الوطنی کا درس بھی دیا۔اور پوری انسانیت کواس کے مقصد حیات کی بھی تعلیم دی۔اور ہندوستان کی تعمیر،تخلیق اور جہدآزادی وطن میں ہر طرح کی قربانیاں پیش کر ملک وقوم کی گراں قدر رہنمائی کی ہے۔

علماء دیوبند نے ہندوستانی قومیت کا تصور دیا اور قوم کی اصطلاح کو مذہب کے اختلاط سے الگ رکھا۔علمائے دیوبند نے مسلمان اور ہندو،قوم کے الگ وجود کی مسلم لیگ theory کو تسلیم نہیں کیا۔بلکہ مذہب کی دیوار کو ہٹا کر ہندوستانی قومیت کا تصور دیا اور اتحاد ومحبت کی تعلیم دی۔یہ تو ہندوستان کی جہدآزادی کی تاریخ نویسی کا المیہ ہے،اور تقسیم ملک کے لئے مسلم لیگ کی علیحدگی پسندی اور بٹوارے کی ضد کا نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں اور علمائے اسلام کی تمام قربانیوں کو آزاد ہندستان میں مناسب مقام نہیں ملا۔بلکہ فراموش کر پس پشت ڈالنے کی سازش ہوئی۔شہدائے وطن میں شہید بھگت سنگھ،چندشیکھر آزاد خودی رام بوس وغیرہ کے نام تو لئے جاتے ہیں اور انکو خراج عقیدت پیش کرنا آزاد ہندستان کے ہر شہری کا فرض ہے۔لیکن شہدائے صادق پور،شہدائے علماء جنگ،1857 شہدائے تحریک علمائے دیوبند،اور تمام مسلمان شہدائے وطن کو نظرانداز کرنا،ان کے نام لینے سے پرہیز کرنا کتنا بڑا تاریخی جرم ہے اس کا تصور کر ذہن ودل اضطرابی کیفیت سے دوچار ہونے لگتا ہے۔مسلمان مجاہدین وطن کو صرف موت کے گھاٹ آسانی سے نہیں اتارا گیا۔انہیں سخت سے سخت اذیتیں دی گیئں،بڑی بے رحمی اور ظلم وبربریت کا مظاہرہ کر موت دی گئی ہے جب بھی علماء کرام گرفتار ہوئے ان پر ظلم وتشدد کی انتہا انکے دلوں میں خوف پیدا کرنے اور انہیں خاموش کرنے کی غرض سے کیا گیا۔انگریزوں نے دہشت پھیلانے کی غرض سے 1857 میں لال قلعہ پر قابض ہونے کے بعد بہادر شاہ ظفر کے بیٹوں اور پوتوں کا سر کاٹ کر طشتری میں سجا کر،ڈھک کر بہادر شاہ کے سامنے ناشتے کے طشتری کی طرح پیش کیا تھا۔اس وقت ان پر کیا گذری ہوگی تصور کر ہر ہندوستانی کے خون میں جنبش آنی چاہیے۔،پہلے شہید مولوی باقر علی کو توپ کے میگزین میں باندھ کر اڑادیا گیا تھا۔دوسرے شہید صحافی مرزا بیدار بخت جنہوں نے" پیام آزادی" نام سے اخبار نکالا تھا 1857 کی ناکامی کے بعد انہیں گرفتار کر انکو زدوکوب کرتے ہوئے انکے چمڑی میں سور کی چربی ملکر سخت اذیتوں کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا۔کہتے ہیں،1857 میں یوپی کے مشہور عالم مولوی احمداللہ کو ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے ایک ایجنٹ پوائن کے راجا کے ذریعہ قتل کراکر انکے کٹے ہوئے سر کو نیزے پر فیض آباد شہر کی گلیوں میں گھمایا تھا۔1857 کی جنگ میں علمائے دیوبند کے شیداؤں میں حافظ ضامن کے ساتھ ہزاروں مجاہدین آزادی شہید ہوئے تھے۔علماء صادق پور اور علماء دیوبند کو دی گئی اذیتوں کی داستان طویل ہے۔لیکن بڑی بے رحمی اور بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکی حب الوطنی پر ہی ناداتوں کے ذریعہ سوال کھڑا کر مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

افسوسناک تو یہ حقیقت کہ مسلمان بھی اسلاف کی ان قربانیوں سے لاعلمی کے شکار ہوچکے ہیں۔گرچہ پروفیسر ڈاکٹر قیام الدین احمد صاحب کی کتاب میں علماء صادق پور کی قربانیوں کی تفصیل درج ہے لیکن کتنے لوگوں کو اس کتاب کو پڑھنے کا شرف،شوق یا اتفاق ہوا۔حالانکہ ہماری نئی نسل کے لئے تو اور آسانی ہے،انکی کتاب انٹرنیٹ گوگل پر بھی دستیاب ہے۔اور وہ تاریخی حقیقت قابل مطالعہ اور غوروفکر ہے۔اپنے اسلاف،اکابرین کے جذبہ ایثار و اعتقاد سے اپنے ذہن ودل کو منور کر خوداعتمادی کا احساس پیدا کیا جاسکتا ہے۔قارئین کے تاثرات اور جذبات سے محسوس ہورہا ہے کہ" جاگتے اور جگاتے" رکھنے کا یہ مشن کامیابی کی طرف گامزن ہے۔

Scanned with CamScanner

نقیب کے قارئین کی آراء

(۱) اردو ادبیات میں ہفتہ وار ''نقیب'' کی پی، ڈی، ایف کا مطالعہ کیا۔ماشاءاللہ (عبدالحق سحر مظفر نگری)

(۲) نقیب شمارہ نمبر 27 میں ''حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی سیاسی زندگی'' پر مضمون کا مطالعہ کیا، ماشاءاللہ حضرت مفتی صاحب نے بہت خوب لکھا ہے، امیر شریعت سابع پر یہ پہلو تشنہ تھا، ایک ایک حرف پڑھ کر مفتی صاحب کے تئیں وابستگی میں مزید اضافہ محسوس کر رہا ہوں، خدا امیر شریعت سابعؒ پر فضل فرمائے اور ان کے حقیقی قلمی جانشیں حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو صحت وعافیت کے ساتھ لانبی عمر بخشے، آمین (مولانا عین الحق امینی)

(۳) نقیب شمارہ نمبر ۲۸ میں (مولانا سہیل احمد ندویؒ پر) الحمدللہ پورا مضمون پڑھا، بہت سے گوشوں کا علم ہوا، حضرت کے لکھنے کا انداز بھی کچھ ایسا ہے کہ مانو چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں، نظروں میں اب تک سمائے ہوئے ہیں، کم سطروں میں پوری بات بیان کرنے کی پرانی عادت کے مطابق زیر نظر تحریر بھی خصوصیت کی حامل ہے، اللہ حضرت کو سلامت رکھے، آخری پیراگراف کی آخری سطریں الوداع الوداع نے آبدیدہ کر دیا (مولانا عین الحق امینی)

(۴) مولانا سہیل احمد علیہ الرحمہ پر آپ کا مضمون (نقیب سے منقل) کارکنان گروپ میں دیکھا ماشاءاللہ بہت خوب ہے، مضمون میں (پروف کی غلطی رہ جانے کی وجہ سے) سجدہ کی حالت میں سبحان ربی العظیم محرر ہے، سبحان ربی الاعلی معروف ہے (قاضی محمد انور۔رانچی)

(۵) نقیب شمارہ نمبر ۱۹ میں خلافت سے امارت تک مضمون پڑھا، خوب استفادہ کیا، امارت کے ہر کارکن کو اسے پڑھنا چاہئے کہ بہت اہم مضمون ہے؛ لیکن موبائل نے لوگوں کے مطالعہ کے ذوق کو ختم کر دیا، پتہ نہیں کتنے احباب نے اس اہم مضمون کا مطالعہ کیا (اسی شمارہ میں) پروفیسر نسیم صاحب مرحوم پر لکھی گئی تحریر کو بھی پڑھا، پتہ نہیں کیوں آپ کی تحریر پڑھنے میں بڑا لطف آتا ہے، شاید اس وجہ سے کہ آپ کو یہ ملکہ حاصل ہے کہ حق بات کو حق طریقہ سے لکھتے ہیں، میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ آپ کے تمام مضامین حتی کہ ''حاصل مطالعہ'' وغیرہ تحریر ہی کو نہیں؛ بلکہ بین السطور تک کا مطالعہ لوگ کرتے ہیں، اللہ تعالی آپ کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے اور حاسدین کی حسد سے حفاظت فرمائے آمین (نقیب کا ایک قاری۔پورنیہ)

موت

زندگی کا کوئی بھی ٹھکانا نہیں
ہر غفلت میں اپنی بتانا نہیں

چند روزہ ہے دنیا کی یہ زندگی
حسنِ دنیا کے چکر میں آنا نہیں

موت پر تیری روئیں گے اہل جہاں
زندگی میں کسی کو رلانا نہیں

مر کے بھی چاہیے لطف جینے کا تو
راہِ سنت سے خود کو ہٹانا نہیں

کون کر پانے گا موت کا سامنا
اس قدر ہے کوئی بھی توانا نہیں

موت نے انبیاء تک کو چھوڑا نہیں
موت سے ہے کوئی دوستانہ نہیں

اک نہ اک دن جنازہ اٹھے گا ترا
اس حقیقت سے نظریں چرانا نہیں

ہو سکندر یا دارا یا ہو اور کوئی
کون ہے موت کو جس نے مانا نہیں

ساتھ جائیں گے اعمال حیدر فقط
کام آئیں گے مال و خزانہ نہیں

رب کے بندوں کی خوشنودیوں کے لیے
دشمنی رب سے حیدر نبھانا نہیں

معاملہ نمبر ۱۱۵/۲۹۳۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دملہ، مدھوبنی)

راضیہ خاتون بنت محمد مرتضی شاہ مقام سسرواں پوسٹ بھتورا بلاک بسفی ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

راشد ولد عبدالرازق، حاجی کرمانی روڈ بیٹ دیو بھومی گجرات ۳۶۱۳۳۰۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''راضیہ خاتون بنت محمد مرتضی شاہ'' نے آپ فریق دوم ''راشد ولد عبدالرازق'' کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ ''مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ'' مدھوبنی میں تقریباً ایک سال سے غائب غیر مفقود الخبر ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضا کو دیں۔اور آئندہ تاریخ سماعت ۴/ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰/ستمبر ۲۰۲۳ء روز ''بدھ'' کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹/ بجے دن دارالقضا ''دملہ'' میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۰/۱۷۰/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سمری بختیار پور، سہرسہ)

نکہت نازنین بنت محمد ایوب مرحوم، مقام اشرف چک وارڈ نمبر ۷/ڈاکخانہ سمری بختیار پور، ضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

محمد خالد رضا ولد محمد ظفر الہدیٰ، مقام کھجوریہ، ڈاکخانہ اسنسول، ضلع دمکا (جھارکھنڈ)۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً چھ مہینہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ سمری بختیار پور، ضلع سہرسہ میں فسخ نکاح کا دعوی دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۴/ستمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۹/۲۵۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، سوپول)

دلشن خاتون بنت محمد سبحان، مقام وارڈ نمبر ۱۹/روبیاہی، ڈاکخانہ لال پور، بلاک پرا پازار، ضلع سوپول۔فریق اول

بنام

محمد شبمیر ولد محمد شبیر، مقام وڈاکخانہ ہداوا، ضلع جھبوا (مدھیہ پردیش)۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، ضلع سوپول میں غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۷/ستمبر ۲۰۲۳ء مطابق ۲۱/صفر ۱۴۴۵ھ روز جمعرات کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۱/۷۵۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا، مغربی چمپارن)

صبرن خاتون بنت حفیظ اللہ انصاری، مقام سڑکیا ٹولہ وارڈ نمبر ۹/ڈاکخانہ بھنورا، ضلع مغربی چمپارن۔۔۔فریق اول

بنام

حید انصاری ولد حشم الدین میاں مرحوم، مقام کھنوروا وارڈ نمبر ۴/ڈاکخانہ رتن مالا، ضلع مغربی چمپارن۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً ڈیڑھ سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا، ضلع مغربی چمپارن میں فسخ نکاح کا دعوی دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۶/ستمبر ۲۰۲۳ء روز بدھ کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۹/۱۰۹۲/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، کربلا ٹینک روڈ، رانچی، جھارکھنڈ)

روشن آرا بنت اختر انصاری ساکن و ڈاک خانہ کاٹم کوٹی تھانہ پٹھوریا ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔فریق اول

بنام

محمد صابر انصاری ولد نعیم الحق مرحوم ساکن و ڈاک خانہ کاٹم کوٹی تھانہ پٹھوریا ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں عرصہ بارہ سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ نیز دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کی درخواست داخل کیا ہے۔لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی کو دیں اور تاریخ سماعت ۱۴/صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۱/اگست ۲۰۲۳ء روز جمعرات کو خود مع گواہان و ثبوت بوقت نو بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح ہو کہ عدم حاضری و عدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

هفتـــۂ رفتـــہ

کیرالہ اسمبلی میں یکساں سول کوڈ کے خلاف قرارداد منظور

کیرالہ اسمبلی نے متفقہ طور پر یکساں سول کوڈ (یوسی سی) کی مخالفت میں ایک قرارداد منظور کی۔ اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے کیرالہ کے وزیر اعلیٰ پنرائی وجین نے کہا کہ جب آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اور اس میں مذہبی ذاتی اصولوں پر عمل کرنے کا حق بھی شامل ہے تو اس پر روک لگانے والا کوئی بھی قانون آئینی حق کی خلاف ورزی ہوگی۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ آئین کا آرٹیکل 44 صرف یہ کہتا ہے کہ حکومت یکساں سول کوڈ بنانے کی کوشش کرے گی۔ وجین نے کہا کہ اس طرح کا کوئی بھی قدم بحث و مباحثہ کے بعد لوگوں میں اتفاق رائے قائم ہونے پر اٹھایا جانا چاہیے اور ایسا نہیں کرنا تشویشناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیرالہ اسمبلی بھی اس بارے میں فکرمند ہے اور اس کا ماننا ہے کہ یوسی سی کا نفاذ عوام اور پورے ملک کے اتحاد پر حملہ کرنے کے لئے اٹھایا گیا ایک 'غیر سیکولر قدم' ہے۔ اس سے قبل کیرالہ کے وزیر اعلیٰ پی وجین نے اپنے ایک ٹویٹ میں لکھا کہ 'یکساں سول کوڈ پر بحث شروع کرنا سنگھ پریوار کی انتخابی پینترے بازی ہے، تاکہ اپنی اکثریت کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا جائے اور فرقہ وارانہ امتیاز کو گہرا کیا جائے'۔ کیرالہ کے وزیر اعلیٰ نے مرکزی حکومت اور جوڈیشل کمیشن سے اپیل کی ہے کہ وہ یکساں سول کوڈ کو نافذ کرنے کی تجویز کو ترک کردیں اور اسے زبردستی لاگو نہ کریں۔ وجین نے کہا کہ یکساں سول کوڈ کا قدم ملک کے ثقافتی تنوع اور ایک ملک، ایک ثقافت کو تباہ کرنے کے فرقہ وارانہ ایجنڈے کا حصہ ہے۔ دوسری جانب وزیر اعلیٰ بنگال نے بھی یکساں سول کوڈ کی مخالفت کی اور اس کو آئین وفاقی ڈھانچے کے نظریات کے خلاف قرار دیا (ایجنسی)

6 ریاستوں کی 7 اسمبلی سیٹوں پر ضمنی انتخاب کا اعلان

الیکشن کمیشن نے ہندوستان کی 6 ریاستوں کی 7 اسمبلی سیٹوں پر انتخاب کے لیے تاریخ کا اعلان کر دیا ہے۔ الیکشن کمیشن کے ذریعہ دی گئی جانکاری کے مطابق اتر پردیش، مغربی بنگال، کیرالہ، جھارکھنڈ اور اتراکھنڈ کی 1-1 سیٹ کے علاوہ تریپورہ کی 2 اسمبلی سیٹوں کے لیے 5 ستمبر کو ووٹنگ کا عمل انجام پائے گا۔ ان سبھی سیٹوں کے نتائج کا اعلان 8 ستمبر کو ہوگا۔ الیکشن کمیشن نے بتایا کہ اتر پردیش کی گھوسی، اتراکھنڈ کی باگیشور، مغربی بنگال کی دھوپگڑی، جھارکھنڈ کی ڈمری، کیرالہ کی پوتھوپلی، تریپورہ کی باکسانگر اور دھن پور سیٹ پر 5 ستمبر کو ووٹ ڈالے جائیں گے۔ الیکشن کمیشن نے یہ بھی جانکاری دی کہ ڈمری سیٹ پر ضمنی انتخاب جگرناتھ مہتو کی موت کے سبب کرایا جارہا ہے۔ کیرالہ کی پوتھوپلی سیٹ سے منتخب لیڈر اومن چانڈی کا بھی گزشتہ دنوں انتقال ہوگیا تھا جس سے یہ سیٹ خالی ہوگئی۔ اسی طرح اتراکھنڈ کی باگیشور سیٹ پر انتخاب چندن کمار داس کی موت اور بنگال کی دھوپگڑی سیٹ پر انتخاب وشنو پدرے کی موت کے پیش نظر کرائے جارہے ہیں۔ اتر پردیش کی گھوسی سیٹ پر ضمنی انتخاب اس لیے کرایا جارہا ہے کیونکہ اس سیٹ سے منتخب دارا سنگھ چوہان نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اسی طرح تریپورہ کی دھنپور سیٹ سے پرتیما بھومک نے اسمبلی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا تھا جس کی وجہ سے یہ سیٹ خالی ہوگئی تھی۔ تریپورہ کی دوسری اسمبلی سیٹ باکسانگر پر الیکشن کرانے کی وجہ شمس الحق کا انتقال ہے۔ الیکشن کمیشن کا کہنا ہے کہ انتخابی میدان میں اترنے والے امیدوار 17 اگست تک پرچہ نامزدگی بھر سکتے ہیں۔ اس کی جانچ 18 اگست کو ہوگی اور امیدوار اپنا پرچہ نامزدگی 21 اگست تک واپس لے سکتے ہیں۔ (ایجنسی)

تریپورہ میں حجاب کو لے کر طالب علم کی پٹائی

تریپورہ میں حجاب پہننے کی حمایت کرنے والے طالب علم کی پٹائی کی گئی۔ یہ معاملہ اب طول پکڑتا جارہا ہے۔ اپوزیشن پارٹیوں نے ریاست کی بی جے پی حکومت پر الزام لگایا کہ ضمنی انتخاب اور لوک سبھا انتخاب 2024 کے لئے بی جے پی امن وسکون بگاڑ کر لوگوں کی توجہ بنیادی مسائل سے ہٹانے کی سازش کررہی ہے جس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ سی پی آئی ایم نے وشو ہندو پریشد اور اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد پر اقلیتی طبقہ کے خلاف نفرت اور فرقہ وارانہ تشدد پھیلانے کا الزام لگایا۔ (ایجنسی)

محمد اظہار

مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز بیانات کے خلاف سپریم کورٹ میں پٹیشن

گروگرام میں فرقہ وارانہ تشدد اور دیگر واقعات کو لے کر سپریم کورٹ میں ایک عرضی دائر کی گئی ہے، گروگرام میں مسلمانوں کے بائیکاٹ اور مساجد کو بند کرنے کے لیے آواز اٹھانے کے خلاف دائر کی گئی اس درخواست میں ایسی باتیں کہنے والوں کے خلاف مناسب کارروائی کا مطالبہ کیا گیا ہے، سینئر وکیل کپل سبل نے چیف جسٹس آف انڈیا ڈی وائی چندر چوڑ کے سامنے عرضی پیش کی ہے، اس دوران کپل سبل نے گروگرام کے ان واقعات کا بھی حوالہ دیا، جس میں کہا جارہا تھا کہ اقلیتی برادری کی دکانوں پر کام کرنے والوں کو بھی غدار کہا جائے گا، اس عرضی میں گروگرام کے فرقہ وارانہ فسادات کے علاوہ کئی ایسے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جو معاشرے میں امن کے نظام کو درہم برہم کرسکتے ہیں، اس درخواست کے مطابق نوح میں تشدد کے بعد مختلف ریاستوں میں 27 ریلیاں نکالی گئی ہیں، ان ریلیوں کے دوران نفرت انگیز تقاریر کی گئیں اور مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کرنے اور ان کا سماجی اور معاشی بائیکاٹ کرنے کی باتیں کی گئیں، اس عرضی میں یکم اگست سے 7 راگست تک منعقد کی گئی مختلف ریلیوں کا ذکر کیا گیا ہے، یہ بھی دعوی کیا گیا ہے کہ رہائشیوں اور دکانوں کے مالکان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کو ملازمت دیتے ہیں یا مسلم کمیونٹی کے افراد کو مکان کرایہ پر دیتے ہیں تو ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا (پریس ریورٹ)

چیتن سنگھ کے خلاف مقدمہ میں انڈین پینل کوڈ (IPC) کی دفعہ 153 اے شامل

ممبئی کی عدالت نے ریلوے پروٹیکشن فورس کانسٹیبل چیتن سنگھ کے پولیس ریمانڈ میں 11 اگست تک توسیع کردی ہے، جس نے مبینہ طور پر 31 جولائی کو چلتی ٹرین میں اپنے ساتھی اور تین دیگر مسافروں کو گولی مار کر ہلاک کردیا تھا، گورنمنٹ ریلوے پولیس (جی آر پی) نے انڈین پینل کوڈ (IPC) کی دفعہ 153 اے کو شامل کیا ہے، جس میں ملزم کے خلاف مذہب کی بنیاد پر مختلف گروہوں کے درمیان دشمنی کو بڑھاوا دینے کا مقدمہ درج کیا گیا ہے، آر پی ایف کانسٹیبل چیتن سنگھ نے پیر کی علی الصبح دہیسر اور میرا روڈ اسٹیشن کے درمیان جے پور ممبئی سپر فاسٹ ایکسپریس ٹرین کے B5 کوچ کے اندر اپنے ساتھی، RPF کے اسسٹنٹ سب انسپکٹر ٹکارام مینا اور تین دیگر مسافروں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا جس کا تعلق اقلیتی طبقہ سے تھا۔ (نیوز رپورٹ)

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج بھی اپنے اثاثوں کا اعلان کریں: پارلیمانی کمیٹی

پارلیمانی کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ سپریم کورٹ، ہائی کورٹ کے جج بھی اپنے اثاثوں کی سالانہ تفصیلات کا اعلان کریں، بی جے پی کے رکن پارلیمنٹ سشیل کمار مودی کی سربراہی میں قائم پارلیمانی کمیٹی نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی بھی سرکاری عہدہ رکھنے والا اور سرکاری فنڈ سے تنخواہ وصول کرنے والا شخص اپنی جائیداد کا سالانہ ریٹرن لازمی طور پر فائل کرے، پارلیمانی کمیٹی نے مزید کہا کہ ممبران پارلیمنٹ اور ممبران اسمبلی کے لئے ایسا نظام پہلے سے موجود ہے، پارلیمانی قائمہ کمیٹی برائے عملہ، عوامی شکایات، قانون و انصاف نے 'عدالتی طریقہ کار اور ان کی اصلاحات' کے موضوع سے پیش کردہ اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ یہ ایک عام رواج ہے کہ آئینی کارکنان اور سرکاری ملازمین اپنے اثاثوں اور واجبات کا سالانہ ریٹرن فائل کریں۔ (ایجنسی)

دعاء مغفرت

مورخہ ۲۲؍محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۰؍اگست روز جمعرات قاضی محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ کشن گنج کے والد گرامی اور حضرت مولانا محمد نوراللہ قاسمی رکن شوریٰ امارت شرعیہ کے برادر محترم جناب پھول محمد صاحب مقام دین بندھی سوپول اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے، مرحوم بڑے ہی خلیق متقی و پرہیزگار نیک سیرت اور صوم وصلوٰۃ کے حامل انسان تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، قارئین سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے (ادارہ نقیب)

طب وصحت

پھل، سبزیاں اور صحت

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے پھل، میوے اور سبزیاں انسانی صحت کے لیے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ جو قومیں انہیں استعمال کرتی ہیں اور انہیں ضروریات زندگی میں شامل کر رکھا ہے، ان کی صحت بڑی اچھی ہوتی ہے۔ معدے پر ان کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔ دل و دماغ کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ لیکن ان کی زیادتی اور گوشت کا بالکل ترک کردینا جیسا کہ بعض قوموں میں رواج ہے، قوائے جسمانی اور دل کو کمزور کردیتا ہے۔ نوعیت غذا میں تبدیلی اور اس کی مقدار میں اعتدال ہی صحت کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ صرف ایک قسم کی غذا پر انحصار کرنا اچھا نہیں ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ فرمایا کرتے: ''اپنے پیٹ کو جانوروں کی قبر مت بناؤ۔'' یعنی ہر وقت صبح وشام گوشت ہی نہ کھایا کرو۔ گوشت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دوسری نعمتوں سے بھی فائدہ اٹھایا کرو۔ پھل اور سبزیوں کا استعمال گوشت کی حدت میں کمی پیدا کرکے اخلاق کو اعتدال پر لے آتا ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر باغات، لذیذ وشیریں میووں قسم قسم کے پھلوں، سبزیوں اور اناج کا ذکر آتا ہے۔ ان کی لذت، رنگ و بو، ان کے تہہ در تہہ خوشیوں کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اتنا دل لبھانے والا ہے کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ سورۂ عبس میں مختلف قسم کے اناجوں اور پھلوں کی نسبت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ تمہارے اور تمہارے مویشی کے فائدہ کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔'' سورۃ الانعام کے رکوع ۷؍ میں مختلف اناجوں اور خوش ذائقہ پھلوں کا ذکر کرکے فرمایا: ''جب یہ پھل لائیں تو انہیں خود کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرو یعنی نادار اور مفلس لوگوں کو بھی کھلاؤ۔'' تاکہ ان سے ساری قوم فائدہ اُٹھائے۔ پھر فرمایا: ''اسراف مت کرو۔'' یعنی ثمرات اتنے نہ کھاؤ کہ تمہاری صحت برباد ہوجائے۔ جن ممالک میں پھل میوے کثرت سے ہوتے ہیں، وہاں لوگ انہیں بہت زیادہ کھاتے ہیں، جس سے بعض امراض وبائی پھوٹ پڑتے ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھل میوے اور سبزیاں بہت پسند فرماتے تھے۔ سبزیوں میں کدّو کی نسبت فرماتے: ''کدو کھایا کرو کیونکہ وہ دل کو مضبوط کرتا ہے اور دماغ کو تقویت دیتا ہے۔'' پھلوں میں انگور، انار اور کھجور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھے۔ کھجور تو عرب میں ہمیشہ غذا کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خاص طور پر تعریف فرمایا کرتے تھے۔ موجودہ تحقیق کے مطابق کھجور بہترین پھلوں میں سے قرار دی گئی ہے۔ اور سب پھلوں سے زیادہ اس میں غذائیت پائی جاتی ہے۔ پھل میووں کا شوق باغات اور اشجار لگانے کا باعث ہوتا ہے۔ اور سبزہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے، آب وہوا پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ مسلمانوں نے جہاں حکومت کی، ان کے رفاہِ عامہ کے کاموں میں شجرکاری اور باغات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اور عرب تو جہاں پہنچے کھجور درخت ساتھ لے گئے۔ اور دور حاضر کے علم زراعت کے انکشاف میں ایک یہ بھی ہے کہ کھجور یک ایسا درخت ہے جو ہر قسم کی آب و ہوا اور زمین میں پھل پھول سکتا ہے۔ گو عربوں نے عملاً اسے صدیوں پہلے ثابت کردیا تھا۔ اسلامی فتوحات سے قبل بہت سے ممالک ایسے تھے، جن میں باغبانی نہ تھی۔ مسلمان حکمرانوں نے وہاں باغبانی کو اتنا فروغ دیا کہ وہ گلزار بن گئے۔ اور اس نے ایک علم اور فن کی صورت اختیار کرلی۔ ہندوستان اور اسپین اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ اسپین کے مسلمانوں سے یورپین اقوام نے اس سلسلے میں بھی بڑا فائدہ اُٹھایا۔ اور اب تو دنیا کی ہر متمدن اور ترقی یافتہ قوم کی حکومت میں زراعت و باغبانی اور شجرکاری بڑا اہم شعبہ اور وزارت ہوتی ہے۔

Volume:63/73,Issue:30 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کمال بزدلی ہے پست ہونا اپنی نظروں میں
اگر تھوڑی سی ہمت ہو تو پھر کیا ہو نہیں سکتا
(برج نرائن چکبست)

ملک میں پنپتی خطرناک ذہنیت

معصوم مراد آبادی

چیتن سنگھ اور مونو مانیسر دو ایسے کردار ہیں، جنھوں نے ملک میں فرقہ وارانہ منافرت اور مسلم دشمنی کی اصل تصویر پیش کی ہے۔ حالانکہ یہ تصویر نئی نہیں ہے۔ اس میں ایک عرصے سے رنگ بھرے جارہے ہیں۔ فرقہ پرست انتظامیہ اور گودی میڈیا مسلسل ان رنگوں کو پختہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔ حکومت ملک میں ہوش ربا ترقی کا ڈھنڈورہ پیٹتی لیکن وہ یہ نہیں بتاتی کہ ملک میں خانہ جنگی جیسی صورتحال کیوں پیدا ہورہی ہے۔ ظلم وناانصافی میں روز بروز اضافہ کیوں ہورہا ہے۔ حکومت کا سب سے بڑا کام رعایا کو ہر قسم کے ظلم واستحصال سے نجات دلاکر ان کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا ہے، لیکن یہاں سلگتے ہوئے موضوعات پر کسی کی توجہ ہی نہیں ہے۔

چیتن سنگھ اور مونو مانیسر نے مہاراشٹر اور ہریانہ میں جو کچھ کیا ہے، وہ دراصل اس نفرت کا ہی نتیجہ ہے جو ملک میں مسلمانوں کے خلاف بلا روک ٹوک پھیلائی جارہی ہے۔ جی آر پی کانسٹیبل چیتن سنگھ نے جہاں اپنی سرکاری رائفل سے تین باریش مسلمانوں کو ٹارگیٹ کلنگ کا شکار بنایا ہے تو وہیں مونو مانیسر نے ہریانہ کے میوات میں نفرت کی ایسی آگ لگائی کہ اس کی زد میں اب تک نصف درجن سے زیادہ بے گناہوں کی جانیں جاچکی ہیں۔ چلتی ٹرین میں مسلمانوں کو 'پاکستانی' قرار دے کران پر اندھا دھند فائرنگ کرنے والے کانسٹیبل کا ذہنی مریض ثابت کرنے کی جان توڑ کوشش کی جارہی ہے تاکہ سرکاری رائفل کو مسلم دشمنی کے الزام سے بچایا جاسکے۔ اگر اس کی جگہ کوئی مسلمان ہوتا اور مرنے والے اکثریتی فرقہ کے ہوتے تو اب تک اس کے رشتے دنیا کی خطرناک ترین دہشت گرد تنظیموں سے جوڑے جاچکے ہوتے، لیکن چیتن سنگھ چونکہ دیش بھکت ہے اس لیے اسے عبرتناک سزا سے بچانے کیلئے اس کے دماغ میں سو عیب ڈھونڈنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ابھی یہ پتہ لگایا جانا باقی ہے کہ اس ملک میں کتنے اور لوگوں کا دماغی توازن خراب ہے۔ چیتن سنگھ کی بندوق سے نکلنے والی نفرت کی گولیاں گودی میڈیا کے کارتوس معلوم ہوتی ہیں، کیونکہ چیتن سنگھ نے گولیاں برساتے ہوئے اس میڈیا پروپیگنڈے کا بھی ذکر کیا ہے" جو رات دن گودی میڈیا کے چینلوں پر مسلمانوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔

چیتن سنگھ کی کہانی آگے چل کر بیان ہوگی، آئیے پہلے ہریانہ کے ضلع نوح کا رخ کرتے ہیں، جہاں سنگھ پریوار کی آنکھوں کے دلارے مونو مانیسر نے دہشت مچا رکھی ہے۔ گزشتہ پیر کو وہاں مونو کی پہل پر نکالی گئی 'برج منڈل یاترا' کے دوران کھلے عام ہتھیاروں کی نمائش کی گئی اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا گیا جس کے نتیجے میں چھ بے گناہ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ مرنے والوں میں ایک مسجد کا نوجوان امام بھی شامل ہے جسے رات کی تاریکی میں بڑی بے دردی سے قتل کیا گیا ہے۔ مونو مانیسر ہریانہ سرکار کی سرپرستی میں کہیں روپوش ہے لیکن وہ پولیس کی دسترس سے باہر ہے۔ حالانکہ وہ گودی میڈیا کے چینلوں کو بے خوف ہوکر انٹرویو دے رہا ہے، لیکن پولیس اس پر ہاتھ نہیں ڈال رہی ہے۔ مونو مانیسر پر راجستھان کے دو نوجوانوں جنید اور ناصر کو اغوا کرکے انھیں زندہ جلانے کا الزام ہے۔ راجستھان کی پولیس اس کی تلاش میں نہ جانے کب سے دبش دے رہی ہے، لیکن وہ ہریانہ سرکار کی مہمان نوازی کا لطف اٹھا رہا ہے۔ پیر کو نوح میں ہوئے تشدد کی آگ ایک ویڈیو جاری کرکے مونو ہی نے بھڑکائی تھی۔ مسلمانوں کو کھلے عام دھمکیاں دی گئیں تھیں مگر پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ ہی نظم ونسق قائم رکھنے کے لیے کوئی پیش قدمی کی گئی۔ پیر کو نوح میں برپا ہوئے تشدد کے تعلق سے ہریانہ میں نظم ونسق کی لولی لنگڑی مشنری پر ڈھیروں سوال اٹھ رہے ہیں لیکن کسی کا جواب نہیں دیا جارہا ہے۔

یہ سوال تو خود مرکزی وزیر راؤ بریندر سنگھ نے اٹھایا ہے کہ آخر برج منڈل یاترا کے دوران ہتھیار کہاں سے آئے؟ راؤ بریندر سنگھ گروگرام سے ممبر پارلیمنٹ ہیں اور حالیہ تشدد کی آنچ ان کے علاقہ تک بھی پہنچی ہے جہاں انجمن مسجد کے نوجوان امام محمد سعد کو بڑی سفاکی اور بربریت کے ساتھ مسجد میں ہی قتل کیا گیا ہے۔ راؤ بریندر سنگھ نے برج منڈل یاترا میں ہتھیاروں کی نمائش کے تعلق سے کہا ہے کہ "اگر کوئی تلوار اور ڈنڈے لے کر مذہبی یاترا کرتا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ راؤ بریندر سنگھ نے انگریزی روزنامہ 'انڈین ایکسپریس' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس یاترا میں لے جانے کے لیے انھیں ہتھیار کس نے فراہم کئے تھے؟ یاتراؤں میں کون اس طرح لاٹھی، ڈنڈے اور تلواریں لے کر جاتا ہے؟ نوح میں تشدد کے بعد ہریانہ کے کئی علاقوں میں مسجدوں اور مسلمانوں پر حملے کئے گئے ہیں۔ ان واقعات کے بعد مزدور پیشہ مسلمان بڑی تعداد میں نقل مکانی پر مجبور ہوگئے ہیں۔ نوح کے واقعات کے سلسلہ میں بڑی تعداد میں جو یک طرفہ گرفتاریاں کی گئی ہیں، اس سے مسلمانوں میں زبردست خوف وہراس پھیلا ہوا ہے۔ درجنوں مسلمانوں پر قتل کے مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔

اب آیئے ایک نظر مہاراشٹر کے پال گھر میں ہوئی سنگین وارادات پر ڈالتے ہیں، جہاں جے پور سے ممبئی جارہی سپر فاسٹ ایکسپریس میں جی آر پی کے وردی پوش کانسٹبل نے اپنے ایک سینئر افسر ٹیکا رام مینا اور تین دیگر مسلم مسافروں کو ان کی داڑھیوں سے شناخت کر کے گولیوں سے بھون ڈالا۔ سوشل میڈیا پر موجود ایک ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ چیتن سنگھ شلوار میں ملبوس ایک باریش مسلمان کو گولی مار کر اس کی تڑپتی ہوئی لاش کے سامنے کہہ رہا ہے کہ اگر ہندوستان میں رہنا ہے تو مودی اور یوگی کو ووٹ دینا ہوگا۔ جن مسلمانوں کو چیتن سنگھ نے گولیوں کا نشانہ بنایا، ان کی شناخت اصغر عباس علی (مدھوبنی، بہار) عبد القادر محمد حسین (مہاراشٹر) اور سید سیف اللہ (حیدرآباد) کے طور پر ہوئی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ چلتی ٹرین میں کسی وردی پوش کانسٹبل نے یوں تین مسلمانوں کو ان کی مذہبی شناخت کی بنیاد پر درندگی سے قتل کیا ہے۔ چیتن سنگھ نے انھیں قتل کرتے وقت مسلمانوں کے خلاف جو کچھ کہا ہے، وہ دراصل اس فرقہ وارانہ مسلم دشمن پروپیگنڈے کا اثر ہے جو کافی عرصے سے میڈیا اور سوشل میڈیا پر بلا روک ٹوک جاری ہے۔ سپریم کورٹ بار بار اس کے خلاف حکومت کو متنبہ کر چکا ہے، لیکن حکومت نے ابھی تک ایسا کوئی میکانزم تیار نہیں کیا جس کے بل پر اس بے ہودہ اور منافرانہ پروپیگنڈے کا سد باب کیا جاسکے۔ مسلمانوں کے خلاف اتنی نفرت پھیلا دی گئی۔ ہے کہ ایک ذرا سی چنگاری ہی پورے نشیمن کو خاکستر کر دینے کیلئے کافی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جو لوگ اس پروپیگنڈے میں گردن تک ڈوبے ہوئے ہیں انھیں سرکاری مشنری تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ چیتن سنگھ اور مونو مانیسر کے حوالے سے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے۔ چلتی ٹرین میں ہوئی انتہائی سنگین واردات کے بعد ایس آئی ٹی کی تحقیقات کا محور یہ ہے کہ چیتن سنگھ ذہنی بیماری کا شکار تھا۔ بجائے اس کے کہ چیتن سنگھ کو عبرتناک سزا دینے کی تیاری کی جاتی تحقیقاتی ٹیم چیتن سنگھ کے دماغ کی جانچ کرانے میں مصروف ہے تاکہ اسے ذہنی مریض قرار دے کر سزا سے بچایا جاسکے۔ مونو مانیسر کا معاملہ بھی یہی ہے۔ بجرنگ دل سے تعلق رکھنے والے اس شہر پسند کے ویڈیو نے ہی نوح میں آگ لگائی اور پورے ہریانہ کو فرقہ واریت کی بھٹی میں جھونک دیا لیکن ابھی تک ہریانہ سرکار نے اس کو گرفتار کرنے کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔ وزیر اعلیٰ منوہر لال کھٹر نے راجستھان پولیس سے کہا ہے کہ وہ مونو کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے آزاد ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت ملک میں چیتن سنگھ اور مونو مانیسر جیسے لوگوں کا راج ہے۔

"چیتن سنگھ نے انھیں قتل کرتے وقت مسلمانوں کے خلاف جو کچھ کہا ہے، وہ در اصل اس فرقہ وارانہ مسلم دشمن پرو پیگنڈے کا اثر ہے جو کافی عرصے سے میڈیا اور سوشل میڈیا پر بلا روک ٹوک جاری ہے۔ سپریم کورٹ بار بار اس کے خلاف حکومت کو متنبہ کر چکا ہے، لیکن حکومت نے ابھی تک ایسا کوئی میکانزم تیار نہیں کیا جس کے بل پر اس بے ہودہ اور منافرانہ پروپیگنڈے کا سد باب کیا جاسکے۔ مسلمانوں کے خلاف اتنی نفرت پھیلا دی گئی۔ ہے کہ ایک ذراسی چنگاری ہی پورے نشیمن کو خاکستر کر دینے کیلئے کافی ہے۔"

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)
WEEK ENDING- 12/08/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے